تعلیم المبتدی





دیباچہ

یہ کتاب سررشتۂ تعلیم ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کی نئی
سکیم کو مد نظر رکھکر دیہاتی اسکولوں کے درجہ دوم کے لئے
ی لکھی گئی ہے۔ ہر سبق کے لکھنے میں سررشتۂ تعلیم کی ہدایت کا
ال رکھا گیا ہے۔ ہر جگہ دیہاتی زندگی اور اس سے تعلق
کھنے والی چیزوں میں مثلاً زراعت آبپاشی وغیرہ کو خاص طور
سے اہمیت دی گئی ہے۔ یہی نہیں بلکہ لڑکوں کی ضروریات اور
ن کے ماحول سے تعلق رکھنے والی باتوں پر بھی کافی روشنی
الی گئی ہے۔

جانوروں کے بارے میں دلچسپ کہانیوں کے بیان
رنے کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے۔ صفائی
ندرستی۔ اخلاق۔ مناظر قدرت وغیرہ پر مضامین نہایت
لچسپ اور بامحاورہ زبان میں لکھے گئے ہیں۔ جہاں تک
وسکا ہے زبان وہی رکھی گئی ہے۔ جو ہندی اور اردو
یں مشترک ہے۔ تاکہ لڑکوں کو سمجھنے میں کوئی دقت
ہ رہے۔ ہر ایک طالب علم آسانی سے سمجھ لے۔



مضامین کے لکھتے وقت جدّت و نُدرت کا بھی
خیال رکھا گیا ہے۔ ہر ایک سبق کے لکھنے میں یہ احتیاط
کی گئی ہے کہ بہت طولانی نہ ہو۔ جا بجا تصویریں بھی اس
خیال سے لگا دی گئی ہیں کہ بچّوں کو دلچسپی ہو اور سبق
زیادہ وضاحت کے ساتھ نظروں کے سامنے آجائے۔ ہر ایک
سبق کے شروع میں ہجے اور معنے کا لحاظ کرتے ہو۔
چند ضروری اور مشکل الفاظ درج کئے گئے ہیں۔ اور
اُن کے آخر میں چند سوالات بھی دئے گئے ہیں۔ اُستادوں
کو چاہیئے کہ اِن کو نمونہ کے طور پر سمجھ کر اپنی طرف سے
بھی سوالات کریں، کہ سبق اور زیادہ واضح ہو جائے۔
طرز تحریر اور تخیل کے لحاظ سے اس کتاب کے مضامین
میں کسی قدر پچھلی کتابوں کے بہ نسبت ترقی ہے۔ اُستاد
کو چاہیئے کہ لڑکوں کی ذہنی ترقی کو مدّنظر رکھتے ہو۔
اُن سے کام لیں۔

مصنّف

فہرست مضامین

حصّہ دوم

تعلیم المبتدی

حصّہ دوم

سبق (۱)

سورج

اُجالا　　زمین　　آسمان

سورج آگ کا ایک بڑا گولا ہے۔ یہ روز پورب سے نکلتا اور پچھم میں ڈوبتا ہے۔ اگر سورج نہ نکلے تو کبھی اُجالا نہ ہو۔ سورج کے نکلنے ہی سے دن ہوتا ہے۔

سورج جب سویرے پورب میں نکلتا ہے تب آسمان میں لالی چھا جاتی ہے۔ یہ لالی بہت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ دھیرے

دھیرے سورج آسمان پر چڑھتا ہے۔ دوپہر کو یہ
ٹھیک ہمارے سر پر ہوتا ہے۔ دوپہر بعد یہ پچھم کی
طرف اُترنے لگتا ہے اور شام کو چھپ جاتا ہے اُسوقت
بھی آسمان لال ہو جاتا ہے۔ جب یہ چھپ جاتا ہے
تب اندھیرا ہو جاتا ہے اور رات ہو جاتی ہے۔
سورج سے ہم کو روشنی بھی ملتی ہے
اور گرمی بھی۔ اِس کی روشنی بہت تیز ہوتی
ہے۔ وہ اِتنی تیز ہوتی ہے کہ دن میں سورج
کی طرف تھوڑی دیر تک بھی دیکھ نہیں سکتے۔
سورج کی اِسی روشنی کو دھوپ کہتے ہیں۔
دھوپ پڑنے سے گرمی ہوتی ہے۔
سورج کی گرمی ہی سے پودے اُگتے ہیں۔
اور اناج پکتا ہے۔ اِسی سے پھل بھی پکتے ہیں۔
اِسی کی گرمی سے پانی بھاپ بن کر
اُڑتا ہے جس سے بادل بنتے ہیں۔ اور

مینھ برستا ہے۔ اگر سورج کی گرمی نہ ملے
تو اتنی سردی پڑنے لگے کہ پھر نہ تو کوئی
پیڑ بچے اور نہ کوئی جانور ہی جی سکے۔
سورج ہم سے بہت دور ہے۔ دور ہونے
کی وجہ سے وہ اتنا چھوٹا دکھلائی دیتا
ہے۔ ویسے وہ بہت بڑا ہے۔ سورج
زمین سے تیرہ لاکھ گنا بڑا ہے۔ اس کے
چاروں طرف گھومنے میں زمین کو ۳۶۵
دن لگتے ہیں۔ انہیں ۳۶۵ دنوں کا ایک
سال ہوتا ہے۔
ہندو لوگ سورج کو دیوتا مانتے ہیں
اور اس کی پوجا بھی کرتے ہیں۔

مشق

۱۔ سورج سے ہم کو کیا ملتا ہے؟

۲- اگر سورج کی گرمی نہ ہو تو کیا ہو؟

۳- سورج کی گرمی سے کیا ہوتا ہے؟

سبق (۲)

جامن

گٹھلی
سرکہ
تیزاب

جامن کا پھل اچھا ہوتا ہے۔ لوگ اسے بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ یہ کالے رنگ کا ہوتا ہے۔ آم کی طرح اس کے اندر بھی ایک گٹھلی نکلتی ہے۔ گٹھلی کے اوپر گودا ہوتا ہے۔ اسی گودے کو ہم کھاتے ہیں۔ آم کی طرح جامن کو چھیل کر نہیں کھایا جاتا۔ پکی ہوئی جامن میٹھی ہوتی ہے۔ کوئی کوئی کھٹ مٹھی بھی ہوتی ہے۔ اسکا ذائقہ اچھا ہوتا ہے۔ جامن کا پھل ہاضم ہوتا ہے۔

پھل کھانے کے علاوہ جامن کا عرق بھی
نکالا جاتا ہے۔ اس کا عرق تلی یا پیٹ کی
بیماری میں کام آتا ہے۔

جامن کا سرکہ بھی ڈالا جاتا ہے۔ لوگ جامن
سے ایک طرح کا تیزاب بھی بناتے ہیں۔ آم کی
طرح جامن کا پھل بھی جیٹھ اساڑھ کے مہینوں
میں آتا ہے۔ اِس کے پیڑ میں پھاگن اور چیت
میں بور لگتا ہے اور گرمیوں میں جامن پک
جاتی ہے اور مینہ پڑنے پر جامن پھول جاتی ہے اور
میٹھی ہو جاتی ہے۔

ساون بھادوں کے مہینوں میں بھی ایک قسم کی
جامن آتی ہے اسے بھدیاں جامن کہتے ہیں بھدیاں
جامن چھوٹی ہوتی ہے وہ کھانے میں کچھ کچھ کھٹی
ہوتی ہے۔ جامن کا پیڑ بہت بڑا ہوتا ہے۔
اُس کے پتے آم کی طرح کچھ چوڑے اور لمبے

ہوتے ہیں۔ جامن کی ڈال تھوڑے ہی بوجھ سے ٹوٹ جاتی ہے۔ اُس کی لکڑی چیزوں کے بنانے اور جلانے کے کام آتی ہے۔

مشق

۱۔ جامن کا پھل کب آتا ہے؟

۲۔ یہ کھانے میں کیسا ہوتا ہے اور کیسے کھایا جاتا ہے؟

۳۔ جامن کا پھل اور اس کی لکڑی کن کن کاموں میں کام آتی ہے۔

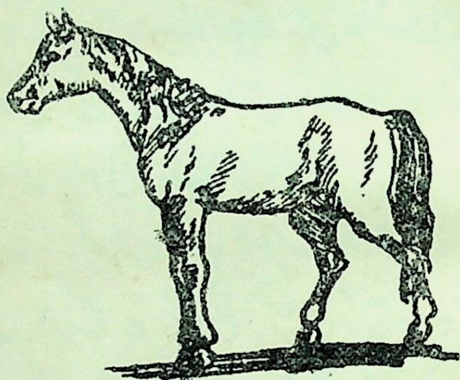
سبق (۳)

گھوڑا

ایال سڈول جبڑا سمجھدار

گھوڑا بڑے کام کا جانور ہے۔ یہ ہماری سواری کے کام میں آتا ہے۔ یکہ۔ بگھی اور ٹم ٹم

میں بھی یہ جوتا جاتا ہے۔ لوگ اِس پر بوجھ لادتے ہیں۔ کسی کسی ملک میں گھوڑے سے ہل بھی چلائے جاتے ہیں۔
گھوڑا دیکھنے میں خوبصورت ہوتا ہے۔ اِس کا بدن بہت سڈول ہوتا ہے۔



اس کی گردن پر لمبے لمبے بال ہوتے ہیں جنھیں ایال کہتے ہیں۔ اِس کی گردن جُھکاؤ دار آنکھیں بڑی بڑی ٹانگیں لمبی اور کان کھڑے ہوتے ہیں۔ اِس کی دُم پر بالوں کا ایک

گُتھا ہوتا ہے۔ گائے یا بکری کی طرح اسکے
سُم بیچ سے پھٹے ہوئے نہیں ہوتے۔ اِن کے
چاروں طرف کڑے چمڑے کا ایک خول ہوتا ہے۔
گھوڑے کا مُنہ بھی کچھ لمبا ہوتا ہے۔ مُنہ
میں اوپر اور نیچے چھ چھ دانت ہوتے ہیں۔ اِن
کے علاوہ جبڑوں کے نیچے بھی دانت ہوتے
ہیں۔ دانتوں کی ان دونوں قطاروں کے بیچ
کی جگہ خالی ہوتی ہے۔
گھوڑا دانہ گھاس اور بھوسہ کھاتا ہے۔ گائے
یا بکری کی طرح یہ جُگالی نہیں کرتا۔ یہ اپنے
کھانے کو ایک بار ہی خوب چبا کر کھاتا ہے۔
چھوٹے گھوڑے کو ٹٹّو کہتے ہیں۔ گھوڑا
تیز مضبوط اور سمجھدار جانور ہے۔ یہ اپنے مالک
کو خوب پہچانتا ہے۔
گھوڑے کئی رنگ کے ہوتے ہیں۔ کسی کا

رنگ سفید ہوتا ہے اور کسی کا بھورا۔ کوئی گھوڑا تیلیا ہوتا ہے اور کوئی چت کبرا۔ اِسکی قسمیں بھی بہت سی ہوتی ہیں۔ عرب کے گھوڑے مشہور ہیں۔

مشق

۱۔ گھوڑے کا بدن کیسا ہوتا ہے؟

۲۔ گھوڑا ہمارے کس کام آتا ہے؟

۳۔ یہ کیسا جانور ہے؟

سبق (۴)

دریا

پہاڑ   جھیل   ہمالیہ   ناؤ

لڑکو! تم نے ندی نالے تو دیکھے ہی ہونگے۔ برسات کے دنوں میں بہت سی ندیاں اور بہت سے نالے بن جاتے ہیں۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ یہ کیوں بنتے ہیں؟

بات یہ ہے کہ پانی ہمیشہ اونچائی کی طرف سے ڈھال اور نچائی کی طرف بہتا ہے۔اِس لئے جب پانی برستا ہے تب وہ اونچی زمین سے نیچی زمین کی طرف بہنے لگتا ہے۔ اِسکے بہنے سے کہیں تو چھوٹی چھوٹی نالیاں بن جاتی ہیں اور کہیں نالے بن جاتے ہیں۔

پہاڑ پر جو پانی برستا ہے وہ پہاڑ سے نیچے کی طرف بہتا ہے کیونکہ پہاڑ زمین سے بہت اونچے ہوتے ہیں اور پانی اُن پر ٹھہر نہیں سکتا پس جو پانی پہاڑوں سے بہ کر آتا ہے اُس سے بہت بڑے نالے بن جاتے ہیں۔انھیں نالوں کو ہم دریا کہتے ہیں۔

کچھ پہاڑ اِتنے اونچے ہوتے ہیں کہ اُن پر بہت سردی پڑتی ہے۔یہاں تک کہ جاڑے کے دنوں میں وہ برف سے ڈھک جاتے

ہیں۔ برف جما ہوا پانی ہی ہے۔ گرمی کے دنوں میں یہ جما ہوا پانی پگھل کر بہ چلتا ہے۔ اور ندیوں میں پہنچتا ہے۔ ایسے پہاڑوں سے نکلنے والی ندیاں کبھی نہیں سوکھتیں۔

ہمارے صوبے میں گنگا اور جمنا دو مشہور دریا ہیں۔ یہ دریا ہمالہ پہاڑ سے جو ہمیشہ برف سے ڈھکا رہتا ہے نکلتی ہیں۔ اِسی لئے یہ کبھی نہیں سوکھتیں۔

تم نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ برسات میں چاروں طرف کا پانی بہ کر بڑے بڑے گڑھوں یا تالابوں میں بھر جاتا ہے۔ جب یہ پانی زیادہ ہو جاتا ہے تب اُبل کر نچائی کی طرف بہ نکلتا ہے۔ اِسی طرح جب ایسے بڑے بڑے گڑھوں سے جنھیں جھیل کہتے ہیں پانی بہنے لگتا ہے تب دریا بن جاتا ہے۔

دریا میں لوگ نہاتے ہیں۔ کتنے ہی
دریا سے نہریں نکالی گئی ہیں جن سے سینچائی
ہوتی ہے۔ دریا میں ناویں بھی چلتی ہیں۔ جن
میں مال لادا جاتا ہے اور روزگار ہوتا ہے۔

مشق

۱۔ دریا کیسے بنتے ہیں؟
۲۔ دریا کہاں سے نکلتے ہیں؟
۳۔ دریاؤں سے کیا فائدے ہیں؟

سبق (۵)

راجہ اور قیدی

بیڑیاں دشمنی مقدمہ مجسٹریٹ
منّت قصور

ایک دن ایک راجہ جیل دیکھنے گیا۔
جیل کے دروازے پر ایسے پانچ قیدی کام

ہاہا کار کرتے ہوئے ملے۔ اِن کے پیروں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ راجہ نے اُن سے پوچھا تم یہاں کیوں بھیجے گئے۔ تم نے کیا قصور کیا تھا۔

پہلے قیدی نے کہا۔ ”مہاراج میں نے کوئی قصور نہیں کیا۔ تھانے دار سے اور مجھ سے دُشمنی تھی۔ اُس نے میرے اوپر بلا کسی قصور کے مقدمہ چلا دیا اور مجسٹریٹ نے سزا کر دی۔ اسی لئے مجھے یہاں آنا پڑا“۔

راجہ نے دوسرے قیدی سے پوچھا۔ ”اور تم کیسے بھیجے گئے“۔

دوسرے قیدی نے کہا۔ ”حضور میں نے کوئی قصور نہیں کیا۔ ہمارے گاؤں میں چوری ہو گئی تھی پولیس نے جھوٹ موٹ کو شک کیا اور مجھے سزا دلا دی“۔

راجہ نے تیسرے قیدی سے پوچھا۔ ”تمھارا

آنا کیسے ہوا"؟ اُس نے کہا۔ "سرکار میرا کُچھ قصور نہیں ہے۔ میرے خلاف ایک آدمی نے جھوٹی گواہی دی تھی۔ حاکم نے اُس آدمی کی بات کا یقین کرلیا اور مُجھے قید خانے بھیجدیا"۔

راجہ نے چوتھے قیدی سے پوچھا اور تم۔ اُس نے کہا مہاراج میں کیا کہوں۔ یہ میرے بُرے دنوں کا قصور ہے میرا نہیں۔ جج صاحب نے میرے معاملے کو بغیر ٹھیک ٹھیک جانچ پڑتال کئے ہی مجھے سزا دیدی"۔

چاروں قیدیوں نے اِسی طرح بہانے کرکے راجہ سے چھُٹکارے کی مِنّت کی۔ راجہ مُسکرایا اور پانچویں قیدی کی طرف گھوم کر بولا۔ "کیا تم نے بھی کوئی قصور نہیں کیا"۔

پانچویں قیدی نے اپنا سر نیچا کرلیا اور گڑگڑا کر کہا۔ "حضور میں بے قصور نہیں ہوں میں نے جو کچھ

کیا اُس کا پھل پا رہا ہوں۔ میں نے ایک مہاجن کے گھر چوری کی تھی۔ پولیس نے مجھے پکڑ لیا اور حاکم نے سزا کر دی۔ میرا مُنہ اس لائق نہیں ہے کہ میں آپ سے مہربانی کرنے کو کہوں"۔

راجہ نے جیلر کو حکم دیا کہ اس آدمی کی بیڑیاں کھول دو اور اِسے چھوڑ دو۔ اِس نے اِن چار قیدیوں کی طرح جھوٹ بول کر اپنے قصور کو دونا نہیں کیا۔ یہ سچ بولتا ہے۔

دیکھو! سچ بولنے ہی کے سبب راجہ نے پانچویں قیدی کو چھوڑ دیا۔ سچ بولنا ہمیشہ اچھا ہوتا ہے۔

مشق

۱۔ راجہ نے قیدیوں سے کیا پوچھا؟

۲۔ پہلے چار قیدیوں نے راجہ سے کیا کہا؟

۳۔ راجہ نے پانچویں قیدی کو کیوں چھوڑ دیا؟

سبق (۶)

گاؤں کی چوحدّی

چراگاہ زمیندار شاباش

ماسٹر۔ لڑکو! تُم طرفوں کے نام تو جانتے ہی ہو۔ کیا تُم یہ بھی بتا سکتے ہو کہ ہمارے اسکول کے پورب۔ پچّھم۔ اُترّ اور دکھن میں کون کون سی چیزیں ہیں۔

منوہر۔ ماسٹر صاحب! ہمارے اسکول کے پورب سڑک ہے۔ پچّھم میں لالہ مہادیو پرشاد کا مکان ہے۔ اُترّ میں ایک باغ ہے اور دکھن میں ایک میدان ہے جس کے آگے ایک گھر ہے۔

ماسٹر۔ بہت ٹھیک۔ اب تم اپنے گھر کی

چوحدّی بتاؤ۔

منوہر۔ ہمارے گھر کے پورب کی طرف بابو شنکر لال کا مکان ہے۔ پچّھم کی طرف لالہ بھگوانداس کا۔ اُتّر ایک مندر ہے اور دکھن کی طرف ایک گلی ہے۔

ماسٹر۔ اچھا تم میں سے کوئی لڑکا اب اِسی طرح اِس گانوں کی چوحدّی بھی بتا دے۔

رام لال۔ ماسٹر صاحب! ہمارے گانوں کے پورب کی طرف ایک نالا ہے جو برسات میں بہت بڑھ جاتا ہے۔ پچّھم کی طرف زمیندار کا باغ ہے۔ اُتّر کی طرف ایک تالاب ہے۔ اس کے پاس مہادیو جی کا مندر ہے اور دکھن کی طرف کھیت ہیں اور اُن کے آگے ایک چراگاہ ہے۔

ماسٹر۔ شاباش ٹھیک بتایا۔ اگر تم سے کوئی آدمی کسی جگہ کا پتہ پوچھے تو اِسی طرح اُسکی چوحدّی یا اُس کے پاس کی مشہور چیزیں بتاؤ۔ چوحدّی

بتانے سے ہر جگہ کا ٹھیک پتہ معلوم ہو جاتا ہے اور اُسکے پانے میں دقّت نہیں ہوتی

مشق

۱- چوحدّی سے تم کیا سمجھتے ہو؟

۲- اپنے گانوں کی چوحدّی بتاؤ۔

۳- چوحدّی کے جاننے سے کیا فائدہ ہے؟

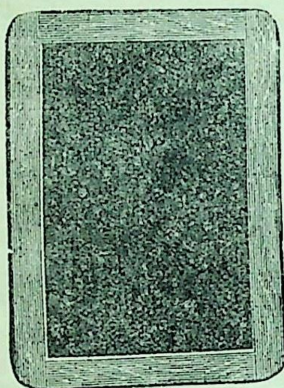
سبق (۷)

سلیٹ

کان   چٹّان   پرت   چوکھٹا

سلیٹ ایک طرح کا پتّھر ہے۔ یہ کالے اور مٹمیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ جس چیز پر سوال لگاتے ہو وہ بھی اِسی پتّھر کی بنی ہوئی ہے۔ اِسی لئے اِسے سلیٹ کہتے ہیں۔ کیا تُم سمجھتے ہو کہ تُمھاری سلیٹ اِسی طرح کان سے نکلی تھی۔ نہیں یہ بات نہیں

ہے۔ سلیٹ پتّھر کی چٹانیں ہوتی ہیں۔ اِنھیں چٹانوں
سے کاٹ کر سلیٹ کے بڑے بڑے ٹکڑے
نکالے جاتے ہیں۔ سلیٹ کے پتّھر میں پرت یا
تہیں ہوتی ہیں۔ یہ پرت آسانی سے الگ کی جا سکتی
ہیں۔ سلیٹ بنانے والے
پہلے پرتوں کو الگ
کرتے ہیں اور پھر انھیں
صاف کر کے اِنکے چھوٹے
چھوٹے ٹکڑے کاٹ لیتے
ہیں۔ اُنھیں ٹکڑوں سے



سلیٹیں بنائی جاتی ہیں۔ اپنی سلیٹ کو دیکھو اِسکے
بیچ میں ایک کالے رنگ کا پتّھر ہے۔ چاروں
طرف ایک لکڑی کا چوکھٹا لگا ہوا ہے۔ بھلا بتاؤ
تو یہ لکڑی کا چوکھٹا کس لئے لگا ہوا ہے۔ اس
لئے کہ سلیٹ کا پتّھر جلدی ٹوٹ نہ جائے۔

سلیٹ کا پتّھر بہت جلدی ٹوٹ جاتا ہے اس
لئے تمھیں سلیٹ کو بہت ہوشیاری کے ساتھ
سنبھال کر رکھنا چاہیئے۔

سلیٹ پر لکھنے سے خرچ کم ہوتا ہے۔ ایک
بار لکھ کر پھر اُسے ہاتھ سے صاف کر سکتے ہیں
اور دوسری چیز لکھ سکتے ہیں۔ اِسی لئے سوال
سلیٹ پر لگاتے ہیں۔

سلیٹ پر سلیٹ کی پنسل سے لکھتے ہیں
یہ بھی اِسی پتّھر کی بنائی جاتی ہے۔ کھریا یا سیل کھری
سے بھی سلیٹ پر لکھا جاسکتا ہے۔

اب ٹین کی بھی سلیٹیں بننے لگیں ہیں۔ اِن
سلیٹوں پر سلیٹ پتّھر اور دوسری چیزوں سے
بنا ہوا ایک مصالحہ لگا رہتا ہے۔ یہ سلیٹیں پتّھر
کی سلیٹوں کی طرح جلد نہیں ٹوٹتیں۔

مشق

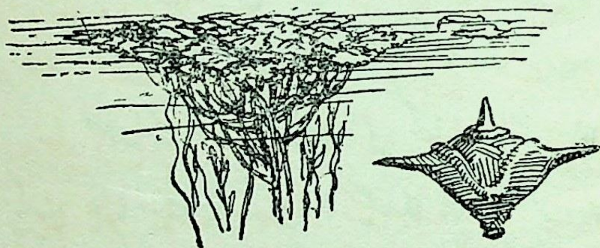
۱۔ سلیٹ کسے کہتے ہیں ؟
۲۔ یہ کس چیز کی بنتی ہے اور کیسے بنتی ہے؟
۳۔ سلیٹ پر لکھنے سے کیا فائدہ ہے ؟

سبق (۸)

سنگھاڑا

ٹینگی تکونا

سنگھاڑا ایک طرح کا پھل ہے۔ آم جامن



یا نارنگی کی طرح یہ پیڑوں میں نہیں لگتا اور نہ

خربُوزہ۔ ککڑی اور کھیرے کی طرح زمین میں پیدا ہوتا ہے۔ یہ بیل پر لگتا ہے اور پوکھروں اور تالابوں میں پیدا ہوتا ہے۔

سنگھاڑے کا رنگ ہرا ہوتا ہے۔ یہ تکونا ہوتا ہے۔ اوپر اور نیچے کی طرف یہ کچھ اُبھرا رہتا ہے۔ اِسکے اغل بغل کانٹے ہوتے ہیں۔ سنگھاڑا چھلکے کو چھیل کر کھایا جاتا ہے۔ چھلکے کے اندر سفید سفید مینگی ہوتی ہے۔ اِسی مینگی کو کھاتے ہیں۔

کچّے سنگھاڑے کی مینگی میٹھی ہوتی ہے اور کھانے میں اچھی لگتی ہے۔ سنگھاڑوں کو اُبال کر اور اُسکی مینگی نکال کر بھی کھاتے ہیں۔

سنگھاڑا سوکھا ہوا بھی کھایا جاتا ہے۔ جب وہ پک جاتا ہے تو اُس کا چھلکا الگ کرکے اُسے سُکھا لیتے ہیں اور پھر کوٹ پیسکر اُسکے آٹے سے کھانے کی چیزیں بناتے ہیں۔

ہندو لوگ برت میں سنگھاڑے کے آٹے کی چیزیں کھانے کے لئے بناتے ہیں۔ سنگھاڑے کی بیل برسات کے دنوں میں تالابوں میں لگائی جاتی ہے۔

اس کا بیج نہیں بویا جاتا ہے۔ بیل کے ٹکڑے ہی لگائے جاتے ہیں اور وہ ہی بڑھ کر بیل ہوتی ہے۔ کنوار اور کاتک میں اس میں سنگھاڑے لگتے ہیں۔ سنگھاڑے کے پتے کچھ کچھ گول ہوتے ہیں۔ ان میں نوکیں ہوتی ہیں۔ ان کی لمبائی دو ڈھائی انچ ہوتی ہے۔

مشق

۱۔ سنگھاڑا کیسا ہوتا ہے اور کہاں پیدا ہوتا ہے؟

۲۔ یہ کس کام میں آتا ہے؟

۳۔ سنگھاڑے کن دنوں میں ہوتے ہیں؟



سبق (۹)

مٹّی کا تیل

سوتا کنستر

سرسوں یا تلّی کے تیل کی طرح مٹّی کا تیل کھایا نہیں جاتا۔ یہ جلانے کے کام میں آتا ہے۔ یہ دوسرے تیلوں سے سستا بکتا ہے۔ اِسکی روشنی بھی تیز ہوتی ہے۔ اِسی لئے لوگ زیادہ تر اِسی تیل کو جلاتے ہیں۔

مٹّی کا تیل دئے میں جلایا نہیں جاتا۔ یہ صرف لالٹینوں اور لمپوں میں جلایا جاتا ہے۔ اس میں آگ بہت جلد لگ جاتی ہے۔ اس لئے جہاں مٹّی کا تیل رکھا ہو وہاں آگ نہ رکھنی چاہیئے۔

مٹّی کا تیل بھی کئی قسم کا ہوتا ہے۔ پیلا اور سفید دو خاص قسمیں ہیں۔ پیلے تیل کے جلانے

سے دھواں نکلتا ہے۔ یہ دھواں آنکھوں کی روشنی اور تندرستی کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اِسی لئے جن لالٹینوں سے پڑھتے ہیں اُن میں پیلا تیل نہیں جلاتے ہیں۔ جلانے کے لئے سفید تیل اچھّا ہوتا ہے۔ سفید تیل میں دھواں بہت کم نکلتا ہے۔ پیلے تیل سے سفید تیل مہنگا مِلتا ہے۔

کیا تُم جانتے ہو کہ مٹّی کا تیل کہاں سے نکلتا ہے۔ یہ کسی تلہن سے نہیں نکلتا۔ یہ زمین کے سوتوں سے نکلتا ہے۔ اِس کے کنوئیں ہوتے ہیں۔ اِن کنوؤں سے نلوں کے ذریعہ سے یہ نکالا جاتا ہے۔ کنوؤں سے نکال کر اِس کو صاف کرتے ہیں۔ اور پھر ٹینوں یا کنستروں میں بھر کر باہر بھیجدیتے ہیں۔

مٹّی کا تیل ہمارے ملک میں پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں برہما میں اِس کے سوتے ہیں۔ یہ دوسرے ملکوں سے بھی ہندوستان میں آتا ہے۔

مٹّی کے تیل میں بدبو ہوتی ہے۔ اگر یہ کسی کے لگ جاتا ہے تو اُس کے بدن سے بھی بدبو آنے لگتی ہے۔ اور بڑی مشکل سے چھوٹتی ہے اس کی بدبو دور کرنے کی ایک آسان ترکیب یہ ہے کہ جہاں مٹّی کا تیل لگ جائے وہاں ذرا سا کڑوا تیل لگا دو۔ بس مٹّی کے تیل کی بدبو جاتی رہے گی۔

مشق

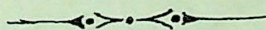
۱۔ مٹّی کا تیل کس کام میں آتا ہے ؟

۲۔ وہ کس چیز سے نکلتا ہے ؟

۳۔ مٹّی کے تیل کی بدبو کیسے دور کرنی چاہیئے ؟

۴۔ مٹّی کا تیل کتنے قسم کا ہوتا ہے اور اُس کی روشنی کیسی ہوتی ہے ؟

۵۔ ہمارے ملک میں مٹّی کا تیل پیدا ہوتا ہے یا نہیں

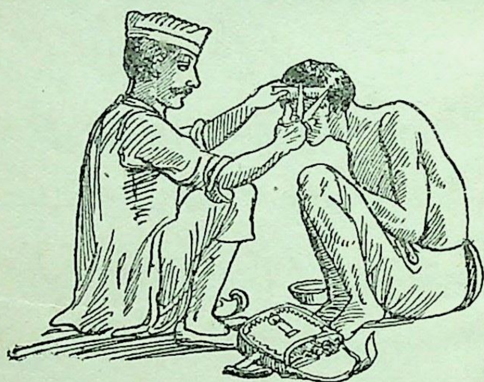


سبق (۱۰)

نائی

قینچی   پیٹی   اُسترا   حجامت

نائی حجامت بنانے کا کام کرتا ہے۔ جب ہمارے بال بڑھ جاتے ہیں تب ہم نائی کو بلاکر اُس سے انھیں کٹواتے ہیں۔ اگر ہم حجامت نہ



بنوائیں یا بال نہ کٹوائیں تو ہمارا چہرا بھدّا معلوم

ہونے لگے - بدن کی صفائی کے لئے بھی حجامت بنوانا ضروری ہے - نائی کے پاس اُسترا ہوتا ہے اُس سے وہ حجامت بناتا ہے - اُسترے کی دھار بہت تیز ہوتی ہے - اس سے بال آسانی سے کٹ جاتے ہیں - اُسترے کا پھل لوہے کا بنا ہوا ہوتا ہے - اُس کا بیٹ لکڑی یا کسی دوسری چیز کا ہوتا ہے -

نائی اپنی قینچی سے بال کاٹتا ہے - اُس کی قینچی درزی کی قینچی کی طرح چپٹی اور چوڑی نہیں ہوتی - وہ پتلی اور نوکیلی ہوتی ہے - اُسی قینچی سے کنگھے کے سہارے سے وہ بالوں کو کاٹتا ہے - کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ سب بالوں کو برابر کاٹتا ہے - نہیں وہ انھیں اُتار چڑھاؤ کے حساب سے جیسا ٹھیک سمجھتا ہے کاٹتا ہے - شہر کے نائی بال کاٹنے کے لئے ایک قسم کی مشین بھی رکھنے لگے ہیں -

اس مشین سے بال اچھے اور جلد کٹتے ہیں۔
نائی کے پاس ایک آئینہ بھی ہوتا ہے۔ جب وہ کسی آدمی کی حجامت بناتا ہے۔ تب اُس آئینہ کو وہ اُس آدمی کو دیتا ہے جس کی وہ حجامت بناتا ہے جس سے وہ اپنے چہرے کو آئینے میں دیکھتا جاتا ہے۔
ناخن کاٹنے کے لئے نائی کے پاس ایک نہنّی ہوتی ہے۔ وہ لوہے کی ایک کیل سی ہوتی ہے۔ جس کے ایک سرے پر تیز دھار ہوتی ہے۔ اُسی سے وہ ناخنوں کو کاٹتا ہے۔ حجامت بنوانے کے بعد ہمیں نائی سے اپنے ناخن بھی کٹا لینے چاہئے جس سے میل ناخن میں جمع نہ ہو جا سکے۔ ناخنوں کی صفائی بھی تندرستی کے لئے ضروری ہے۔
نائی کے پاس اور بھی چیزیں ہوتی ہیں۔ اُسکے پاس پتھّر کی ایک سِلّی بھی ہوتی ہے۔ اُس پر

وہ اپنے اُسترے کو تیز کرتا ہے۔ ایک چمڑے کا چکنا ٹکڑا بھی ہوتا ہے۔ یہ بھی اُسترے کی دھار ٹھیک کرنے کے کام آتا ہے۔ نائی ایک کپڑے کا ٹکڑا بھی اپنے پاس رکھتا ہے۔ جب اُسے حجامت بنانی ہوتی ہے تب اُس کپڑے کو وہ اُس آدمی کے بدن پر ڈال دیتا ہے جسکی وہ حجامت بناتا ہے۔ اس سے بال اُڑکر اُس آدمی کے کپڑوں یا بدن پر نہیں گرتے۔ شہر کے نائی حجامت بنانے کے لئے صابن بھی رکھتے ہیں۔ صابُن کو لگاکر پہلے وہ بالوں کو ملائم کرتے ہیں۔ دیہاتی نائی پانی لگاکر بالوں کو ملائم کرتے ہیں۔ ملائم کرنے سے بال آسانی سے کٹ جاتے ہیں اور حجامت بنوانے والے کو تکلیف نہیں ہوتی۔

نائی اپنی اِن چیزوں کو ایک پیٹی میں رکھتا ہے۔

مشق

۱۔ حجامت کون بناتا ہے ؟
۲۔ نائی کے پاس حجامت بنانے کے لئے کیا کیا ہوتا ہے ؟
۳۔ ہمیں حجامت کیوں بنوانی چاہیئے ؟

سبق (۱۱)

سادگی

ٹیسو طالب علم فیشن شان وشوکت

سادگی سے رہنا سب کے لئے اچھا ہے۔ خاص طور سے طالب علموں کو تو بہت سادگی سے رہنا چاہیئے۔ جو طالب علم سادگی سے نہیں رہتے اور اپنی شان وشوکت بنانے میں لگے رہتے ہیں وہ اپنا بہت سا وقت تو خراب کرتے ہی ہیں اس کے ساتھ ہی وہ اپنے ماں باپ کو بھی تکلیف پہنچاتے ہیں۔ قیمتی قیمتی کپڑے پہننے اور عیش و آرام میں رہنے سے آدمی بڑا نہیں

بنتا۔ آدمی بڑا بنتا ہے اپنے علم اور ہُنر کے زور سے۔ اگر کوئی آدمی قیمتی قیمتی کپڑے پہنتا ہے اور پڑھا لکھا نہیں ہے تو وہ ایسا ہی معلوم پڑتا ہے جیسا ٹیسو کا پھول۔ ٹیسو کے پھول کے خوبصورت ہونے پر بھی کوئی آدمی اُسے پاس نہیں رکھتا۔ لیکن بیلے کے پھول کو جو سادہ ہوتا ہے ہر ایک اپنے پاس رکھنا پسند کرتا ہے۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ شان و شوکت بنانے والے لڑکے بگڑ جاتے ہیں۔ انھیں اپنی سجاوٹ ہی سے فرصت نہیں ملتی پھر پڑھنے لکھنے کو اُن کے پاس وقت کہاں سے آئے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تُم صاف کپڑے نہ پہنو یا تمھارے رہنے کا کمرہ صاف نہ ہو۔ سادگی سے رہنے کا مطلب صرف اِتنا ہی ہے کہ تم قیمتی پوشاک نہ پہنو اور آرام طلبی سے نہ رہو۔

سادہ زندگی اور بلند خیالات ہی آدمی کو ترقی پر پہنچاتے ہیں۔ اس لئے اے لڑکو! اگر تم علم پڑھنا اور بڑے ہونا چاہتے ہو تو تم سادگی سے رہو۔ سادگی خود ہی خوبصورتی ہے۔ تم باہری خوبصورتی کو چھوڑ کر اس خوبصورتی کو اپنا کرو۔

مشق

۱۔ سادگی سے رہنا کیوں اچھا ہے؟
۲۔ طالب علموں کے لئے فیشن سے رہنا بُرا کیوں ہے؟
۳۔ بڑے آدمی ہونے کے لئے کیا کرنا چاہیئے؟

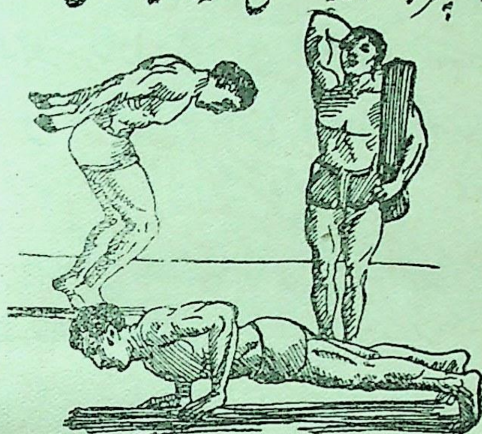
سبق (۱۲)

دیسی کسرت

کُشتی ۔ مگدر ۔ ڈنڈ ۔ پہلوان ۔ اکھاڑا

کسرت کرنے سے کیا فائدے ہیں۔ یہ تو ہم تمھیں بتلا چکے ہیں۔ آج ہم تمھیں دیسی کسرت

کے بارے میں کچھ بتلاتے ہیں۔
دیسی کسرتوں میں دوڑنا۔ ڈنڈ لگانا۔ بیٹھک کرنا۔ مگدر پھرانا اور کشتی لڑنا یہ خاص کسرتیں



ہیں۔ اِن کسرتوں کے کرنے سے خرچ کم ہوتا ہے اور بدن میں طاقت زیادہ آتی ہے۔
کھلی ہوا میں دوڑنا اچھا ہوتا ہے۔ دوڑنے کے وقت منہ بند رکھنا چاہیئے اور صرف ناک ہی سے سانس لینا چاہیئے۔ دوڑنے سے دم بڑھتا ہے اور سارے بدن کو فائدہ پہنچتا ہے۔

ڈنڈ کرنے سے سینہ چوڑا ہوتا ہے اور بازو مضبوط ہوتے ہیں۔ بیٹھک کرنے سے پیر اور جانگھیں مضبوط ہوتی ہیں۔ مگدر ہلانے سے پھیپھڑوں کلائیوں اور بازوؤں میں طاقت آتی ہے۔ کشتی لڑنا ایک ہنر ہے۔ جو آدمی کشتی لڑنا جانتے ہیں وہ اپنے کو دشمن سے بچا سکتے ہیں۔ کشتی لڑنے سے تمام بدن کی محنت ہو جاتی ہے۔ کشتی لڑنے والوں کا بدن سڈول اور ہٹا کٹا ہو جاتا ہے جو لوگ خوب کسرت کرتے ہیں اور اکھاڑے میں کشتی لڑتے ہیں اُنھیں پہلوان کہتے ہیں کسرت اتنی کرنی چاہیئے کہ بدن سے پسینہ نکل آئے۔ زیادہ کسرت کرنے سے بھی نقصان ہوتا ہے۔ کسرت کرنے کے بعد تھوڑی دیر تک ٹہلنا اچھا ہوتا ہے۔ کسرت کرنے کے بعد فوراً پانی یا دودھ پینا اور نہانا اچھا نہیں ہوتا۔

مشق

۱- دیسی کسرتوں کے نام اور اُن کے فائدے بتلاؤ۔
۲- کسرت کرنے کے بعد کن باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

سبق (۱۳)

اپنا کام آپ کرو

عزت آمدنی خزانہ

اپنا کام آپ کرو۔ جو لوگ اپنا کام آپ نہیں کرتے اور اُسے دوسرے کے بھروسے پر چھوڑ دیتے ہیں اُن کا کام کبھی پورا نہیں ہوتا۔ اچھا کام کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو اُس کے کرنے میں کسی طرح کی شرم نہ آنی چاہئے شرم صرف بُرے کاموں کے کرنے میں آنی چاہئے۔

اپنے آپ جو کام کیا جاتا ہے وہ اچھا ہوتا

ہے۔ کہاوت بھی مشہور ہے "آپ کاج مہا کاج"
اس لئے لڑکو! تمھیں اپنا کام آپ کرنے میں
کسی طرح شرمانا نہ چاہیئے۔ دیکھو ہم تمھیں
اس بارے میں ایک مسلمان بادشاہ کا سچّا قصّہ
سُناتے ہیں۔

ایک بادشاہ کا نام ناصرالدین محمود تھا۔
ناصرالدین بڑا نیک تھا۔ وہ اپنی رعایا کو بہت
چاہتا تھا۔ راج سے جو آمدنی ہوتی اُسے رعایا
کی بھلائی ہی میں لگا دیتا تھا۔ اپنے لئے اُس میں
سے کچھ نہ خرچ لیتا تھا۔ اِتنا بڑا بادشاہ ہوکر
بھی وہ اپنے کام اپنے ہاتھ سے کرتا تھا۔

ایک بار ناصرالدین کی ملکہ روٹی پکا رہی
تھی۔ روٹی سینکتے وقت اُس کا ہاتھ جل گیا۔
ملکہ نے ڈرتے ڈرتے ناصرالدین سے کہا۔ کھانا
پکانے کے لئے اگر کوئی لونڈی ہوتی تو اچّھا ہوتا۔

ناصرالدین بولا - ملکہ یہ تو تم سے چھپا نہیں ہے کہ میں کتابیں لکھ کر اپنا گزارا کرتا ہوں۔ اس سے اتنی بھی آمدنی نہیں ہوتی کہ اچھی طرح کھا پی سکیں - میں خزانے سے اس کام کے لئے ایک پیسہ بھی نہیں لے سکتا۔ یہ رعایا کا مال ہے۔ اگر میں رعایا کی دولت اپنے کام کے لئے خرچ کروں تو خدا کو کیا مُنہ دکھلاؤنگا۔ تم اپنا کام آپ کرو۔ خدا تمھاری مدد کریگا۔

اِس چھوٹے سے قصّے سے تم سمجھ گئے ہوگے کہ اپنا کام آپ کرنے سے عزّت گھٹتی نہیں ہے بلکہ بڑھتی ہے۔ اگر ناصرالدین اپنا کام آپ نہ کرتا تو اُس کا قصّہ آج کون سُنتا۔

مشق

۱۔ اپنا کام آپ کیوں کرنا چاہئے؟

۲۔ ناصرالدین کی ملکہ نے اُس سے کیا کہا؟

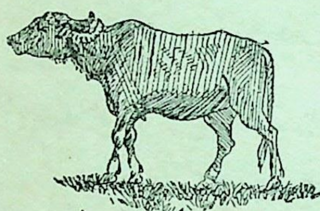
۳- ناصرالدین نے ملکہ کو کیا جواب دیا؟

سبق (۱۴)

بھینس

ڈیل ڈول پڑوا مفید چوپایہ

گائے کی طرح بھینس بھی بڑے کام کا چوپایہ ہے۔ یہ بھی ہمیں دودھ دیتی ہے۔ اِس کا دودھ گاڑھا ہوتا ہے۔



وہ گائے کے دودھ کی طرح جلد ہضم نہیں ہوتا۔ اِسی لئے بیمار کو بھینس کا دودھ نہیں کھلاتے۔ بھینس کے دودھ سے گھی یا مکھّن بھی زیادہ نکلتا ہے۔ اسی لئے دہی۔ مکھّن۔ بالائی اور کھویا زیادہ تر بھینس کے دودھ سے بناتے ہیں۔ گائے کی طرح بھینس کے بھی چار پیر دو سینگ

اور چار تھن ہوتے ہیں۔اِس کے کھُر بھی بیچ سے پھٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ کھانا کھانے کے بعد بھینس بھی جُگالی کرتی ہے۔یہ سب باتیں تو بھینس میں گائے کی سی ہیں مگر بھینس کا بدن اور ڈیل ڈول گائے کا سا نہیں ہوتا۔ بھینس بڑی اور موٹی ہوتی ہے۔ اُس کا رنگ کالا ہوتا ہے اُس کے بدن پر کالے اور بھورے رنگ کے بال ہوتے ہیں۔ بھینس کے سینگ گول نہیں ہوتے۔ وہ چپٹے اور چوڑے ہوتے ہیں۔

بھینس کے نر بچّے کو پڑوا اور مادہ بچّے کو پڑیا کہتے ہیں۔ پڑوا جب بڑا ہو جاتا ہے تب بھینسا کہلاتا ہے۔ بھینسا بھی بیل کی طرح بوجھ ڈھونے گاڑی کھینچنے اور ہل چلانے کے کام میں آتا ہے لیکن وہ بہت کم کام میں لایا جاتا ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ بھینسا بہت سست ہوتا

ہے اور زیادہ کام نہیں کرسکتا۔

بھینس جیتے ہوئے تو ہمارے کام آتی ہی ہے لیکن مرنے کے بعد بھی وہ ہمیں فائدہ پہنچاتی ہے۔ اُس کے چمڑے سے جوتا۔ پُر اور دوسری بہت سی چمڑے کی چیزیں بنتی ہیں۔ بھینس کا چمڑا موٹا ہوتا ہے۔ بھینس کے مرنے کے بعد کہیں کہیں پر اُس کی ہڈیوں کو پیس کر اُس کی کھاد کھیتوں میں ڈالتے ہیں۔ بھینس کا گوبر بھی گنڈا بنانے لیپنے اور کھاد کے کام آتا ہے۔

پچھّم کی بھینسیں بڑی اور زیادہ دودھ دینے والی ہوتی ہیں۔ ہمیں ایسے مفید جانور کی حفاظت کرنی چاہئیے۔

مشق

۱۔ بھینس کا بدن کیسا ہوتا ہے؟

۲۔ بھینس کا دودھ کیسا ہوتا ہے اور اُس سے کیا بنتا ہے

۳۔ بھینس ہمارے کس کام آتی ہے؟

سبق (۱۵)

دو ایماندار کسان

بیاہ   زیور   مکھیا   تعریف   فیصلہ

ایک گانوں میں رام پرشاد اور شیو نراین نامی دو کسان رہتے تھے۔ ایک بار رام پرشاد کو روپیئے کی بہت ضرورت ہوئی۔ کیونکہ اُسے اپنی لڑکی کا بیاہ کرنا تھا۔

رام پرشاد نے اپنا کھیت شیو نراین کے ہاتھ بیچ دیا۔ کچھ دنوں کے بعد شیو نراین اُس کھیت کو جوتنے گیا۔ جب وہ کھیت میں ہل چلا رہا تھا تب اُسے ایک جگہ زمین کے اندر سے ایک پیتل کا گھڑا ملا۔ گھڑے کو جو اُس نے کھولا تو اُس کے بھیتر اُسے سونے چاندی کے گہنے ملے۔

اِن گہنوں کو لے کر وہ سیدھا رام پرشاد
کے گھر گیا اور بولا- بھائی لو یہ تمہاری چیز مجھے
تمہارے کھیت میں گڑی ہوئی ملی ہے- اِسے
اپنے پاس رکھ لو- رام پرشاد نے کہا- کونسی
چیز- شیو نراین نے گھڑے سے سب زیور نکال کر
اُس کے سامنے رکھ دیا-

رام پرشاد نے کہا- بھائی اب یہ میری چیز
نہیں ہے- میں نے اپنا کھیت تمہارے ہاتھ بیچ دیا
ہے- کھیت سے جو کچھ ملے اب وہ تمہارا ہے-

شیو نراین نے کہا- نہیں ایسا نہیں ہے- میں نے
تُم سے کھیت خریدا تھا یہ زیور نہیں- یہ تمہارا ہی
ہے- میں اِسے نہیں لے سکتا- تھوڑی دیر تک دونوں
میں بحث ہوتی رہی اور کوئی زیور لینے پر راضی
نہ ہوا- دونوں یہی کہتے رہے کہ یہ تمہارا ہے یہ
تمہارا ہے- آخیر میں دونوں نے مل کر یہ طے کیا

کہ چلو گانوں کے مکھیا کے پاس چلیں وہ جو فیصلہ کرے اُسے دونوں مان لیں۔ رام پرشاد اور شیونراین دونوں مکھیا کے پاس گئے اور اُنھوں نے اُس سے سارا قصّہ کہہ سُنایا۔ مکھیا نے دونوں کسانوں کی ایمانداری کی بڑی تعریف کی۔ اُس نے فیصلہ یہ کیا کہ رام پرشاد اپنی لڑکی کا بیاہ شیونراین کے لڑکے کے ساتھ کردے اور یہ زیور رام پرشاد کی لڑکی کو بیاہ میں دیدیا جائے۔

گانوں کے لوگوں نے جب یہ قصّہ سُنا تب اُنھوں نے رام پرشاد اور شیونراین کی ایمانداری اور مکھیا کے فیصلے کی بڑی تعریف کی۔

مشق

۱۔ زیور کہاں اور کس کو ملا؟

۲۔ اُس نے اس زیور کو کیا کیا؟

۳۔ گانوں کے مکھیا نے کیا فیصلہ کیا؟

سبق (۱۶)

دانتوں کی صفائی

بدبو گھِن - منجن بدہضمی

یوں تو تندرستی کے لئے سارے بدن کی صفائی کی ضرورت ہے لیکن دانتوں کی صفائی بہت ہی ضروری ہے۔ اگر ہم روزانہ اپنے دانتوں کو صاف نہ کریں تو وہ گندے رہیں گے اور اُن کے گندے رہنے سے بہت سی بیماریاں پیدا ہو جائیں گی۔

جو لوگ اپنے دانتوں کو صاف نہیں کرتے اُن کے مُنہ سے بدبو آنے لگتی ہے۔ اُس سے پاس بیٹھنے والے بھی گھِن کرنے لگتے ہیں۔ دانتوں کو صاف نہ رکھنے سے اُن میں کیڑے بھی لگ جاتے ہیں۔ اِن سے وہ کمزور ہو جاتے ہیں

اور جلد گر جاتے ہیں۔

دانتوں کی گندگی کا اثر بدن کے دوسرے حصّوں پر بھی پڑتا ہے۔ بات یہ ہے کہ دانتوں کے میلے رہنے سے اُن میں ایک طرح کا زہر پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی زہر کھانے کے ساتھ ہمارے پیٹ میں پہنچتا ہے جس سے بدہضمی اور کئی طرح کی دوسری بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

ہمیں روز سویرے مُنہ ہاتھ دھوتے وقت اپنے دانتوں کو خوب صاف کرنا چاہیئے۔ دانتوں کی صفائی کے لئے ببول۔ نیب یا مہوہ کی دنتون اچھی ہوتی ہے۔ دنتون کرنے سے دانتوں کا زہر دور ہو [illegible] ا ہے اور دانت مضبوط ہو جاتے ہیں۔ اگر دنتون نہ ملے تو منجن اور برش سے دانتوں کو صاف کرنا چاہیئے۔ کڑوے تیل اور نمک کو ملاکر دانتوں پر رگڑنے سے بھی دانت صاف

اور مضبوط ہوتے ہیں۔

کھانا کھانے کے بعد بھی دانتوں کو صاف کرنا ضروری ہے۔ ہمیں پانی سے اِنھیں اچھی طرح سے دھو لینا چاہیئے۔ جس سے کھانے کے ٹکڑے اُن میں نہ لگے رہ جائیں۔ اگر کھانے کے ٹکڑے دانتوں میں لگے رہ جائیں گے تو اُن کے سڑنے پر مُنہ سے بدبو اُٹھنے لگے گی۔

دانت ہمارے مُنہ کی رونق ہیں۔ جس کے دانت موتی کی طرح صاف رہتے ہیں اُس کی خوبصورتی بڑھ جاتی ہے۔ اور سب کو وہ اچھا لگتا ہے۔

اس لئے ہمیں اپنے دانتوں کی صفائی کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیئے۔

مشق

۱۔ دانتوں کو صاف نہ رکھنے سے کیا نقصان ہے؟

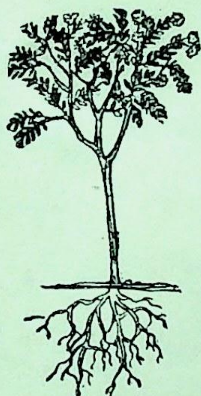
۲- دانتوں کو کس چیز سے صاف کرنا چاہئے۔

سبق (۱۷)

پودوں کی خوراک

جھکڑا - موسلا

لڑکو! اگر تم کسی پودے کو اکھاڑ کر دیکھو تو تم کو معلوم ہوگا کہ اس کے نیچے سوت کی طرح بہت سے ریشے ہیں۔



ان ریشوں کو جڑیں کہتے ہیں۔ تم کو یہ سُن کر اچنبھا ہوگا کہ پیڑ اور پودے بھی ہماری طرح کھانا کھاتے اور پانی پیتے ہیں۔

تم پوچھو گے کہ پیڑ یا پودے کیسے کھاتے

ہیں۔ اچھا ہم تمھیں بتاتے ہیں۔ پودے اپنی جڑوں سے کھانا کھاتے اور پانی پیتے ہیں۔ کوئی بھی پیڑ یا پودا ایسا نہیں ہے جس میں جڑیں نہ ہوتی ہوں۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ سبھی پیڑ یا پودے جڑوں سے کھاتے پیتے ہیں۔

تم کو یہ معلوم ہے کہ جڑیں زمین کے اندر رہتی ہیں۔ اس سے تم یہ سوچ سکتے ہو کہ یہ جڑیں زمین کے اندر ہی سے کھانا پانی لے کر سارے پیڑ کو پہنچاتی ہیں۔ زمین کے اندر یہ جڑیں دور تک پھیلی ہوتی ہیں اور مٹی سے اپنے کھانے کی چیزیں پانی کے ساتھ کھینچتی ہیں۔

یہ تو تم جان چکے اب ذرا جڑوں کی دوسری بات سنو۔ جس طرح سب پیڑ اور پودے ایک سے نہیں ہوتے اسی طرح سب پیڑ اور پودوں کی جڑیں ایک سی نہیں ہوتیں۔ چھوٹے

چھوٹے پودوں کی جڑیں چھوٹی اور پتلی ہوتی ہیں اور بڑے بڑے پیڑوں کی جڑیں موٹی اور لمبی ہوتی ہیں۔ اور وہ زمین کے اندر چاروں طرف بہت دور تک پھیلی رہتی ہیں۔ کچھ پودوں کی سوت کی طرح بہت سی لمبی لمبی جڑیں ہوتی ہیں۔ انھیں "جھکڑا" جڑ کہتے ہیں۔

کچھ پودوں میں ایک ہی موٹی اور لمبی یا چھوٹی جڑ ہوتی ہے۔ اُسے "موسلا" جڑ کہتے ہیں۔ تم نے مولی۔ گاجر۔ اور شکر قند تو دیکھی ہی ہیں۔ یہ سب موسلا ہی جڑیں ہیں۔ تم یہ سُنکر تعجب کروگے کہ ہمارے کھانے کی کچھ ترکاریاں یا چیزیں بھی ایسی ہی جڑیں ہیں جیسے آلو۔ پیاز۔ شلجم۔ لہسن اور گھیّاں (اروی)۔

اِن میں سے کچھ کو تو ہم بھون کر اور پکاکر کھاتے ہیں اور کچھ کو کچا بھی کھاتے ہیں۔

مشق

١- جڑیں کتنی طرح کی ہوتی ہیں؟
٢- ان جڑوں کے نام بتاؤ جنھیں ہم کھاتے ہیں؟
٣- جھکڑا اور موسلا جڑ میں کیا فرق ہے؟
٤- جڑوں سے پیڑوں کو کیا فائدے ہیں؟

سبق (١٨)

بیر ابھیمنیو

گھیرا　　چھکے چھڑانا　　مقابلہ　　قائم

پرانے زمانے میں ایک بہت بڑا بیر لڑکا ہوگیا ہے۔ اس لڑکے کا نام ابھیمنیو تھا۔ ابھیمنیو ارجن کا لڑکا تھا۔ ارجن بھی بڑا بیر تھا۔ لیکن اس کے اس چھوٹے لڑکے ابھیمنیو نے جو بہادری لڑائی کے میدان میں دکھائی اس کی لوگ اب بھی تعریف کرتے ہیں۔ آؤ تمھیں

اس بہادر لڑکے کی کہانی سنائیں۔

ابھیمنوں کو لڑکپن ہی سے ہتھیار چلانے کا شوق تھا۔ جب وہ سولہ برس کا ہوا تب وہ اچھی طرح تیر چلانا اور دشمنوں کے گھیرے کو توڑنا سیکھ گیا۔

ایک بار "کوروؤں" اور "پانڈوؤں" میں بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ اِسی لڑائی کو مہابھارت کہتے ہیں۔ مہابھارت کی اس لڑائی میں ایک دن ارجن اور شری کرشن جی کوروؤں سے لڑ رہے تھے۔ اس وقت "درونا چاریہ" نے ایک بہت بڑا زبردست گھیرا ڈالا اور یدھشٹر کو پکڑ لینا چاہا۔ اس زبردست گھیرے کو ارجن۔ شری کرشن اور ابھیمنوں کے سوا اور کوئی نہ توڑ سکتا تھا۔ اپنی فوج کو گھری ہوئی دیکھ کر بہادر ابھیمنوں فوراً لڑائی کے میدان میں کود پڑا

اور بات کی بات میں درونا چاریہ کے گھیرے
کو توڑ دیا۔ ابھیمنو کی یہ کارروائی دیکھ کر
دشمنوں کے کتنے ہی بہادر سپاہی ابھیمنو پر
ٹوٹ پڑے۔ ابھیمنو اُن سے بہادری کے
ساتھ لڑا اور اُن کے چھکے چھڑا دئے۔ لیکن
وہ بہت سے تھے اس لئے وہ سب کا مقابلہ
نہ کرسکا اور لڑتے لڑتے زمین پر گرگیا اور مرگیا۔
ابھیمنو آج اِس دنیا میں نہیں ہے لیکن
اس کا کام ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ لڑکو! دیکھو
ہندوستان میں کیسے کیسے بہادر لڑکے پیدا ہوئے
ہیں۔ تم بھی انھیں بہادروں کے خاندان کے ہو
تمھیں بھی بہادر بننا چاہیئے۔

مشق

۱۔ ابھیمنو کون تھا؟

۲۔ اُس نے کون سا بہادری کا کام کیا؟

۳۔ تم الجھنوں کی کہانی سے کیا سبق سیکھتے ہو؟

سبق (۱۹)

تِتلی

رس ابّا ناٹک

ایک باغ میں ایک گلاب کے پیڑ پر ایک تِتلی بیٹھی ہوئی تھی۔ اُس کے رنگیلے پر دھوپ میں چمک رہے تھے۔ وہ بڑے خوبصورت معلوم



ہوتے تھے۔ اکبر ٹہلتے ٹہلتے اُس پیڑ کے پاس پہنچا اور لگا تِتلی کو پکڑنے۔ لیکن اُس نے جیسے ہی

تتلی کو پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ ویسے ہی وہ
اُڑی اور اُڑ کر پاس ہی کے ایک دوسرے پیڑ
پر جا بیٹھی۔ اکبر وہاں بھی پکڑنے گیا لیکن وہ پھر
اُڑ گئی۔ اکبر نے کئی بار تتلی کے پکڑنے کی
کوشش کی پر وہ اُس کے ہاتھ نہ آئی۔

اکبر کو اِدھر اُدھر دوڑتا دیکھ کر اُس کے باپ
نے جو باغ میں اکبر کے ساتھ ٹہل رہا تھا۔ کہا۔
"بیٹا پودوں میں کیوں بھاگ رہے ہو۔ روش
پر چلو۔ پودوں میں چلنے سے پودے ٹوٹ
جائیں گے اور تمہارے چوٹ لگ جائیگی"۔

اکبر نے کہا۔ "ابا دیکھو یہ کیسی خوبصورت چڑیا
ہے۔ میں اِسے پکڑنا چاہتا ہوں"۔

باپ نے کہا۔ "بیٹا یہ چڑیا نہیں ہے یہ تتلی
ہے۔ تتلی ایک کیڑا ہوتا ہے۔ یہ بہت خوبصورت
ہوتا ہے۔ تم دیکھتے ہی ہو اِس کے پر کیسے بھلے

معلوم ہوتے ہیں۔ وہ کئی رنگ کے ہیں۔ دیکھو دھوپ
میں وہ کیسے چمک رہے ہیں۔ تِتلی بہت تیز
اُڑتی ہے۔ تم اُسے آسانی سے نہیں پکڑ سکتے۔
تِتلیاں کئی طرح کی ہوتی ہیں۔ اُن کے رنگ
بھی جُدا جُدا ہوتے ہیں۔ تِتلی کا بدن بہت نازک
ہوتا ہے۔ اُس کے پیروں میں ایک طرح کی
چمک دار دھول ہوتی ہے۔ اِسی سے وہ چمکیلے
معلوم ہوتے ہیں۔ اس کے دو یا چار پر ہوتے
ہیں۔ وہ رنگ برنگے ہوتے ہیں۔ اُس کے مُنہ
میں ایک نلی ہوتی ہے۔ اُس سے وہ پھول
پتّیوں کا رس چوستی ہے۔ اُس کے چھ پیر ہوتے
ہیں۔ وہ بہت چھوٹے اور پتلے ہوتے ہیں۔
تِتلی بہت سیدھا کیڑا ہے۔ وہ کسی کو
نقصان نہیں پہنچاتا۔ جس پودے پر وہ بیٹھتی
ہے اُس کی بھی خوبصورتی بڑھ جاتی ہے۔

تتلی بہت سے انڈے دیتی ہے۔ اُن انڈوں کو وہ پیڑ کے پتّوں پر رکھتی ہے۔ کچھ دِنوں میں اُن سے ننّھے ننّھے کیڑے نکلتے ہیں۔ شروع میں اِن کیڑوں کے پر نہیں ہوتے۔ تھوڑے دنوں بعد وہ بڑھ جاتے ہیں۔ اور اُس کے پر نکل آتے ہیں۔

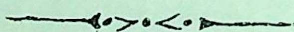
دیکھو خدا نے کیڑے بھی کیسے کیسے خوبصورت بنائے ہیں۔ اُس کی قدرت عجیب ہے"۔

مشق

۱۔ تتلی کے پر کیسے ہوتے ہیں؟

۲۔ وہ کیسا کیڑا ہے؟

۳۔ تتلی کیسے پیدا ہوتی ہے؟



سبق (۳۰)

پودوں کی خوراک

تعجب طاقتور خوراک

بچّو! تمھیں یہ جان کر تعجب ہوگا کہ تمھاری طرح پودے بھی کھانا کھاتے اور پانی پیتے ہیں۔ کیا تُم جانتے ہو کہ پودے اپنا کھانا کیسے کھاتے ہیں؟

اچھا ہم تمھیں بتاتے ہیں۔ جیسے تمھارے لئے پانی ہوا اور دھوپ کی ضرورت ہے ویسے ہی پودوں کو بھی اِن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

پودے کی جڑیں زمین کے اندر چلی جاتی ہیں۔ وہاں سے وہ اپنا کھانا چوستی ہیں اور پانی پیتی ہیں۔ پتّوں کے ذریعہ سے پودے ہوا

ہیں سانس لیتے ہیں۔ ان کو دھوپ کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر جڑیں نہ ہوں تو پودے مر جاویں۔ اس لئے پودوں کو زندہ رکھنے اور طاقتور بنانے کے لئے ہمیں انھیں اچھی خوراک اور وقت پر پانی دینا چاہیئے۔ ہم تمھیں بتا چکے ہیں کہ پودے زمین سے خوراک کھاتے ہیں۔ پودوں کو اچھی خوراک ملے اس کے لئے ہمیں زمین کو خوب جوتنا چاہیئے اور اس میں اچھی کھاد ڈالنا چاہیئے۔ کھاد ڈالنے سے پودوں کو کافی خوراک ملتی ہے اور وہ طاقتور ہوتے ہیں۔

مشق

۱۔ پودے اپنا کھانا کیسے کھاتے ہیں؟

۲۔ ان کی خوراک کیا ہے؟

۳۔ پودوں کو اچھا کھانا کیسے مل سکتا ہے؟



سبق (۲۱)

دیا سلائی

فاسفورس گندھک کارخانہ چیڑ

کیا تم جانتے ہو کہ آگ کس چیز سے جلاتے ہیں۔ آگ دیا سلائی سے جلاتے ہیں۔

دیا سلائی کی ایک ڈبیہ ہوتی ہے۔ اُس میں بہت سی سلائیاں رکھی رہتی ہیں۔ جب ہم کو آگ جلانی ہوتی ہے یا چراغ جلانا ہوتا ہے تب ہم ڈبیہ میں سے ایک سلائی نکال کر اُس پر رگڑتے ہیں۔ اس سے سلائی جل اُٹھتی ہے اور پھر اُس سے آگ بناتے ہیں۔ ڈبیہ کے باہر ایک طرف کالے رنگ کا ایک مسالہ لگا رہتا ہے۔ اسی مسالہ پر سلائی کو رگڑتے ہیں۔

دیا سلائیاں چیڑ کی لکڑی کی بنی ہوتی ہیں۔

اُن کے مُنہ پر ایک طرح کا مسالہ لگا رہتا ہے۔ وہ مسالہ فاسفورس گندھک اور دوسری چیزوں کو ملا کر بنایا جاتا ہے۔ رگڑنے سے مسالہ میں آگ پیدا ہو جاتی ہے جس سے سلائی جل اُٹھتی ہے۔

دیا سلائی ہمارے ملکوں میں ناروے۔ سویڈن اور جاپان سے بہت آتی ہے۔ اب ہندوستان میں بھی اس کے کئی کارخانے کھُل گئے ہیں۔ دیا سلائی بنانے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ سب ہمارے ملک میں مِلتی ہیں اس لئے یہاں دیا سلائی کا روزگار آسانی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔

مشق

۱۔ آگ کس چیز سے بناتے ہیں؟

۲۔ دیا سلائی کن کن چیزوں سے بنتی ہے؟

٣- دیا سلائی کہاں سے آتی ہے ؟

سبق (٢٢)

شیر اور برہمن کی کہانی

کھٹکا کٹھرا گڑگڑانا گھگھیانا بندگی

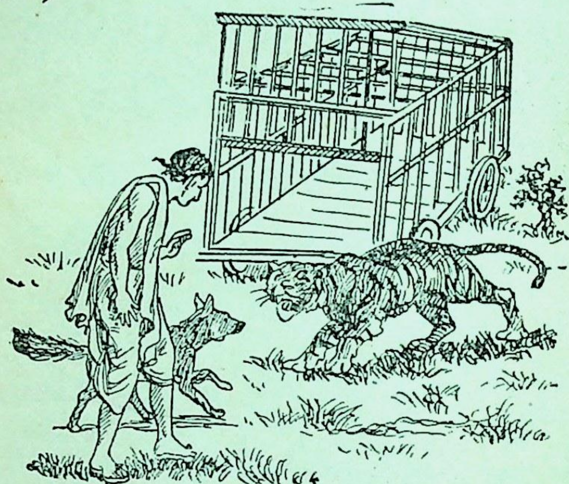
ایک بار کچھ شکاری شیر کا شکار کھیلنے کے لئے جنگل میں گئے۔ وہاں اُنھوں نے ایک کٹھرا لگا دیا اور اُس میں ایک بکرا باندھ دیا۔

بکرے کی بو پاکر ایک شیر وہاں آیا اور کٹھرے میں گھُس گیا۔ کٹھرے کا کھٹکا ایسا بنا ہوا تھا کہ شیر کے چھونے سے وہ فوراً آپ سے آپ بند ہو گیا۔

شیر بکرے کو جب کھا چکا تب اُس نے کٹھرے سے نکلنا چاہا۔ لیکن کٹھرے کا دروازہ

بند ہو گیا تھا۔ شیر بہتیرا چھٹ پٹایا لیکن نکل
نہ سکا۔

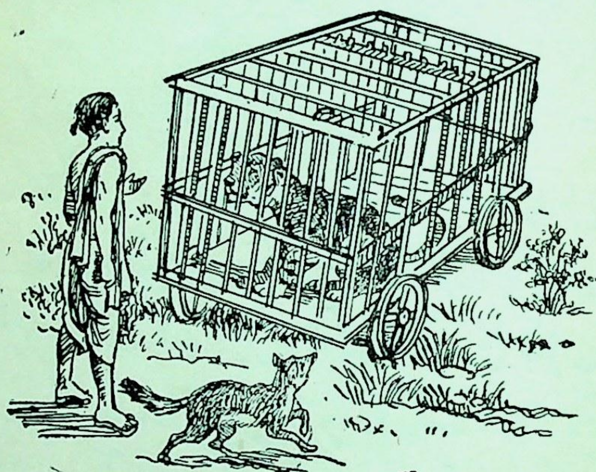
اِتنے ہی میں ایک برہمن اُدھر آ نکلا۔ شیر
نے اُس سے گڑگڑا کر کہا۔ مہاراج میری جان



بچائیے۔ آپ تو بڑے رحیم ہیں۔
برہمن کو شیر پر رحم آگیا۔ اُس نے کٹہرے کا
کھٹکا دبا کر اُسے نکال دیا۔
باہر نکل کر شیر بولا۔ بھائی اچھے ملے۔ میں ابھی

بھوکا ہوں - برہمن نے کہا "تو کیا مجھے ہی کھا لوگے؟ میں نے تمھاری جان بچائی ہے"۔
شیر بولا۔ آپ سے اچھا اور کون ملے گا۔ میں اور کسے تلاش کروں"۔
بیچارا برہمن بہت گھگھیاتا تھا۔ لیکن شیر اُسے چھوڑنے پر راضی نہ ہوتا تھا۔
اِتنے ہی میں وہاں ایک لومڑی آ پہنچی اور اُس نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے
برہمن نے سب قصّہ کہہ سنایا اور کہا بھلا تمھیں بتاؤ کہ کیا کیا جائے۔
لومڑی نے شیر کی طرف دیکھ کر کہا۔ مہاراج! کیا یہ سب باتیں سچ ہیں۔ مجھے تو برہمن کی باتوں پر یقین نہیں آتا۔ بھلا آپ کٹھرے میں کیسے بند ہو سکتے ہیں"۔
شیر نے کہا۔ نہیں برہمن ٹھیک کہتا ہے۔

ہیں کٹھرے میں بند تھا۔
لومڑی نے کہا۔میں اِسے ابھی نہیں سمجھی۔
شیر نے کہا تو بڑی بیوقوف ہے۔لے میں
تجھے ابھی دکھائے دیتا ہوں۔یہ کہہ کر غصّے کے
ساتھ کٹھرے کے اندر پھر گھُسا۔اُس کے گھُستے
ہی باہر کا کھٹکا پھر جیوں کا تیوں بند ہوگیا۔



لومڑی نے ہنس کر کہا۔آپ اِسی محل میں
خوش رہیں۔بندگی۔جاؤ برہمن مہاراج تم اپنی

راہ لو۔ میں بھی اپنے گھر جاتی ہوں۔

مشق

۱۔ برہمن نے شیر کے ساتھ کیا بھلائی کی؟

۲۔ لومڑی نے برہمن کو کیسے بچایا؟

۳۔ یہ کہانی تم کو کیا سکھاتی ہے؟

سبق (۲۳)

پتّے اور پتّیاں

ریشہ   ریڑھ   نوکیلی   کھُردری

پودے کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ اِن کی شکلیں ایک سی نہیں ہوتیں۔ اِن کی پتّیاں بھی الگ الگ ہوتی ہیں۔ کسی پودے کی پتّیاں چوڑی ہوتی ہیں۔ کسی کی کچھ گول۔ کسی کی لمبی چوڑی ہوتی ہیں اور کسی کی پتلی اور لمبی۔ زیادہ تر پودوں کی پتّیاں ہرے رنگ

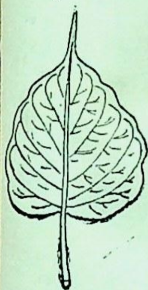
کی ہوتی ہیں۔ پکنے پر وہ پیلی پڑ جاتی ہیں۔ پتّوں کا جو حصّہ سورج کے سامنے رہتا ہے وہ زیادہ چکنا اور کم ہرا ہوتا ہے۔ پچھلا حصّہ کھُردرا اور زیادہ ہرا ہوتا ہے۔

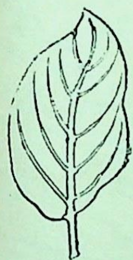
کیا تم کو معلوم ہے کہ پتّیاں پیڑ کی کس کام آتی ہیں۔ پیڑ پتّیوں ہی سے سانس لیتا ہے۔ اگر پتّیاں نہ ہوں تو پیڑ سوکھ جائیں۔ کسی پتّی کو لو اور غور سے دیکھو تو تم کو معلوم ہوگا کہ اس میں ریشوں کا ایک جال سا بنا ہوا ہے۔ اس جال میں جو چھید سے دکھائی دیتے ہیں بس وہ ہی پودے کی ناک کا کام دیتے ہیں اور اُسے ہوا پہنچاتے ہیں۔

بڑے پیڑوں کی جتنی پتّیاں ہوتی ہیں اُن سب میں نسّے ہوتے ہیں جو موٹے موٹے ریشوں سے الگ دکھلائی پڑتے ہیں۔

ایک موٹا ریشہ جو بیچ میں ہوتا ہے وہ پتّی کی ریڑھ کا کام دیتا ہے۔ پتّیاں پیڑ کے لئے کپڑے کا کام بھی کرتی ہیں۔ وہ پیڑ کو خوبصورت بناتی ہیں۔ بغیر پتّیوں کے پیڑ ننگا معلوم ہوتا ہے۔

اب ذرا پتّیوں کی صورت شکل دیکھو۔ اِس کے لئے تمھیں کئی پودوں اور پیڑوں کی پتّیاں لینی پڑینگی۔ ذرا اِس پیپل کے پتّے کو دیکھو۔ یہ کچھ کچھ گول ہے۔ اِس کا ڈنٹھل اور اِس کی چوٹی لمبی ہے۔ اِس میں نسوں کا ایک بڑا جال ہے۔





لو اب برگد کا پتّہ لو۔ یہ چوڑا اور کچھ کچھ لمبا ہے۔ یہ موٹا ہے۔ اِس لئے اِس کی نسیں کم دکھلائی پڑتی ہیں۔



یہ دیکھو یہ نیم کی پتّی ہے۔ یہ چھوٹی لمبی اور نوکیلی ہے۔ اِس کے کنارے آری کی طرح کٹے ہوئے ہیں۔



آم اور جامن کے پتّے بھی تمہارے سامنے ہیں۔ یہ قریب قریب ایک ہی سے ہیں۔

آم کا پتّہ کچھ لمبا نوکیلا اور کڑا ہے۔ جامن کا پتّہ لمبا نوکیلا تو ہے لیکن نرم ہے۔ مہوہ کا پتّہ برگد کے پتّے کی طرح ہوتا ہے۔ لیکن اِتنا موٹا نہیں ہوتا۔

اب آؤ تم کو اناج کے پودوں کے پتّوں کا حال بتلائیں۔ جوار باجرا اور مکّا کے پتّے بہت لمبے کم چوڑے اور نوکیلے ہوتے ہیں۔ ان کے ڈنٹھل پودوں کے تنوں میں لپٹے

رہتے ہیں۔ اِن کی نسیں سیدھی رہتی ہیں۔



گیہوں جَو اور دھان کی پتیاں گھاس کی پتیوں کی طرح لمبی پتلی اور بہت کم چوڑی ہوتی ہیں۔ یہ نوکیلی ہوتی ہیں۔ اِن پتیوں میں سے گیہوں کی پتیاں چکنی اور دھان اور جَو کی کچھ کُھردری رہتی ہیں۔



چنے کی پتیاں بہت چھوٹی اور کچھ کچھ گول ہوتی ہیں۔

ایک بات اور دیکھ لو۔ اِن میں سے کچھ پتیاں تو مہکتی ہیں اور کچھ نہیں۔ آم۔ جامن اور نیم کی پتیوں میں مہک ہوتی ہے۔ پیپل۔ برگد اور مہوے کی پتیوں میں مہک نہیں ہوتی۔

مشق

۱۔ پتّیاں پیڑوں کے کس کام آتی ہیں؟
۲۔ پتّیاں سانس کیسے لیتی ہیں؟
۳۔ آم۔ برگد۔ نیم۔ چنا۔ گیہوں اور جوار کی پتّیوں کا حال بتاؤ۔

سبق (۲۴)

چیونٹی

قطار   دیوار   خدمت

چیونٹی ہوتی تو بہت چھوٹی ہے لیکن وہ بہت محنت کرتی ہے۔ اُس میں ہمت بھی بہت ہوتی ہے۔ تم اپنے گھروں میں چیونٹیوں کو دیکھتے ہی ہوگے۔ یہ دن بھر ادھر اُدھر سے کھانے کی چیزیں اُٹھا اُٹھا کر اپنے بل میں رکھتی رہتی ہیں۔ یہ اپنے سے بڑی چیز تک کو گھسیٹ لے جاتی ہیں۔

چیونٹی اکیلی نہیں رہتی۔ وہ جھنڈ کے ساتھ
رہتی ہے اور قطار باندھ کر چلتی ہے۔ چیونٹیوں
میں آپس میں بڑا میل ہوتا ہے۔ وہ ایک دوسرے
کی بہت مدد کرتی ہیں۔ اگر کوئی چیونٹی بیمار پڑ جاتی
ہے تو دوسری چیونٹیاں اُس کی خدمت کرتی ہیں۔
چیونٹیاں اپنے لئے بِل بہت اچھے بناتی ہیں۔
ان کے بِل اونچی جگہ پر کسی دیوار میں یا پیڑ کی
جڑ میں ہوتے ہیں۔ اپنے بِل میں وہ بہت سا
کھانا جمع کرتی ہیں اور اُس کھانے کو برسات اور
جاڑے میں کھاتی ہیں۔ چیونٹیوں میں سونگھنے کی
طاقت بہت ہوتی ہے۔ وہ اپنے کھانے کی چیز
کو دور ہی سے سونگھ کر اُس سے جا چپٹتی ہیں۔
مٹھائی کو وہ بہت پسند کرتی ہے اور جہاں
میٹھا پانی ہے اُس میں لگ جاتی ہے۔ چیونٹی مرے
ہوئے کیڑے مکوڑے اور گوشت بھی کھاتی ہے

چیونٹیوں میں راجہ رانی بھی ہوتے ہیں۔ سب چیونٹیاں اُن کا کہنا مانتی ہیں۔ راجہ رانی کام نہیں کرتے۔ وہ بلوں ہی میں رہتے ہیں۔ رانی بہت سے انڈے دیتی ہے جن سے بچّے پیدا ہوتے ہیں۔ نوکر چیونٹیاں انڈے نہیں دیتیں۔

چیونٹیاں بھی کئی قسم کی ہوتی ہیں لیکن تم کالی اور لال دو طرح کی چیونٹیاں بہت دیکھتے ہوگے۔ لال چیونٹی بڑی زہریلی ہوتی ہے۔ یہ آدمی اور جانوروں کو کاٹ بھی لیتی ہے۔

چیونٹی کے بدن کے تین حصّے ہوتے ہیں۔ سر دھڑ اور پیر۔ اُس کے چھ پیر ہوتے ہیں۔ جب چیونٹیاں بوڑھی ہو جاتی ہیں تب اُن کے پر نکل آتے ہیں۔

لڑکو! تمھیں چیونٹی سے محنت اور میل کرنے کی عادت سیکھنی چاہیئے۔

مشق

۱- چیونٹی کیسی ہوتی ہے ؟
۲- اُس میں کیا کیا خاص باتیں ہوتی ہیں ؟
۳- چیونٹیوں کے راجہ رانی کیا کرتے ہیں ؟

سبق (۲۵)

اُون

قینچی کمبل کافور

ایک دن ایک گڈریا بہت سی بھیڑیں لئے چلا جا رہا تھا۔ اُنھیں دیکھ کر جگنّاتھ نے اپنے باپ سے کہا۔ دادا یہ آدمی اِتنی بھیڑیں کیوں لئے جا رہا ہے۔ اِن کو یہ کیا کریگا۔

جگنّاتھ کے باپ نے جواب دیا کہ بیٹا یہ گڈریا ہے۔ یہ بھیڑ پالتا ہے۔ اِن بھیڑوں سے اِسے اُون ملتی ہے۔ جگنّاتھ نے پوچھا۔ اُون کس کام آتی

ہے۔ اُس کے باپ نے کہا۔ اچھا سُنو ہم تمھیں اُون کا سب حال بتاتے ہیں۔

روئی کی طرح اُون سے بھی کپڑے بنائے جاتے ہیں۔ وہ دیکھو کھونٹی پر جو کمبل ٹنگا ہے وہ اُون ہی کا بُنا ہوا ہے۔ اُونی کپڑے گرم ہوتے ہیں۔ اِسی لئے جاڑے کے دنوں میں بہت آدمی اُونی کپڑے پہنتے ہیں۔

اُون بھیڑ کے بالوں سے بنتی ہے۔ اونٹ کے بالوں سے بھی اُون بنائی جاتی ہے۔ ہمارے صوبے میں بھیڑ کی اُون زیادہ ہوتی ہے۔ گرمی کے دنوں میں بھیڑ کے بال کاٹ لیتے ہیں۔ بال کاٹنے کے پہلے بھیڑ کو صابون سے نہلاتے ہیں۔ ایسا کرنے سے بالوں کی میل چھوٹ جاتی ہے۔ اور وہ صاف ہو جاتی ہیں۔ پھر قینچی سے بالوں کو کاٹ لیتے ہیں۔ اِنھیں بالوں کو اُون کہتے

ہیں۔ پہلے اُون کو چھانٹتے ہیں۔ ملائم اُون الگ اور کڑی اُون الگ کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد اُون کو صاف کرتے ہیں اور اُس کا سوت کاتتے ہیں۔ اِسی سوت سے کمبل اور کپڑے بُنتے ہیں۔

اب اُون صاف کرنے اور اُس کے کپڑے بنانے کے لئے ہمارے ملک میں بہت کارخانے بھی کھُل گئے ہیں۔ اُن کارخانوں میں کلوں سے کپڑا بُنا جاتا ہے۔

بھیڑ کی اُون سفید اور کالے رنگ کی ہوتی ہے۔ سفید اُون کو جس رنگ کا چاہیں رنگ سکتے ہیں۔ بڑھیا اُون کے شال۔ دوشالے قالین اور طرح طرح کے پہننے کے قیمتی کپڑے بنتے ہیں۔

اُون کے کپڑوں میں کیڑے لگ جاتے ہیں۔

کیڑوں سے اونی کپڑوں کو بچانے کے لئے
انھیں کبھی کبھی دھوپ میں رکھتے رہنا چاہیئے۔
اور اون میں نیم کی پتّی یا کافور رکھنا چاہیئے۔

مشق

۱- اون کسے کہتے ہیں اور وہ کیسے بنائی جاتی ہے؟
۲- یہ کس کام آتی ہے؟
۳- اونی کپڑوں کو کیڑوں سے بچانے کے لئے کیا
کرنا چاہیئے؟

سبق (۲۶)

تھانے دار

پستول برچیز مجسٹریٹ تعمیل کوتوال

ملک میں امن چین رکھنے کے لئے ہماری
سرکار نے پولیس رکھی ہے۔ پولیس کا کام جُرم
کا روکنا مُجرموں کو سزا دلانا اور رعایا کے

جان و مال کی حفاظت کرنا ہے۔ اس پولیس کے سپاہی تھانے میں رہتے ہیں۔ تھانے کے افسر کو تھانے دار کہتے ہیں۔
کیا تم نے کبھی کوئی تھانے دار دیکھا ہے۔



اُس کے سر پر ایک لال رنگ کی پگڑی ہوتی ہے۔ اُس میں ایک سنہرا جھبّا لگا رہتا ہے۔ اُس کا کوٹ خاکی رنگ کا ہوتا ہے۔ اُس کی کمر میں ایک چمڑے کی پیٹی کسی رہتی ہے۔ اُس کا ایک حصّہ اُس کے کندھے پر سے جاتا ہے۔ پیٹی میں ایک تلوار لٹکی رہتی ہے جسے کرچ کہتے ہیں۔ اُس کے کوٹ کی جیب میں

ایک پستول رہتا ہے۔ وہ ایک طرح کا خاکی رنگ کا چُست پائجامہ پہنتا ہے جسے برِیچیز کہتے ہیں۔ برِیچیز کے اوپر اُس کی ٹانگوں پر پٹّیاں بندھی رہتی ہیں۔ تھانے دار بوٹ پہنتا ہے۔

تھانے دار اپنے حلقے کے اندر پولیس کا سب سے بڑا افسر ہوتا ہے۔ اُس کے نیچے ایک یا دو جمعدار اور منشی یا دیوان اور کتنے ہی سپاہی ہوتے ہیں۔ اُن لوگوں کی مدد سے وہ اپنے حلقے میں امن چین قائم رکھتا ہے۔ اگر کہیں چوری ہو جاتی ہے یا کوئی واردات ہو جاتی ہے تو وہ وہاں تحقیقات کرنے جاتا ہے۔ ثبوت ملنے پر وہ چوروں اور مجرموں کا پتہ لگاتا ہے اور اُن کو مجسٹریٹ کی عدالت سے سزا دلاتا ہے۔ اِس کے سوائے وہ میلوں میں انتظام کرتا ہے۔ مجسٹریٹ کے یہاں سے جو حکم نکلتے ہیں اُن میں سے بہت



سے حکموں کی تعمیل بھی تھانے دار ہی کرتا ہے۔
تھانے دار کو داروغہ یا سب انسپکٹر بھی
کہتے ہیں۔
بڑے بڑے شہروں میں تھانوں کے اوپر
ایک کوتوالی ہوتی ہے۔ اس کا افسر شہر کوتوال
یا پولیس کا ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کہلاتا ہے۔

مشق

۱۔ تھانے دار کسے کہتے ہیں؟
۲۔ وہ کیا کام کرتا ہے؟
۳۔ تھانے دار کی پوشاک کیسی ہوتی ہے؟
۴۔ کوتوال کسے کہتے ہیں؟

سبق (۲۷)

لالچ کرنا بُرا ہے

سمندر پوجا ہیرا برہمن لالچی

سمندر کے کنارے ایک گانوں میں ایک

برہمن رہتا تھا۔ وہ روز سویرے سمندر کی پوجا
کرنے جایا کرتا تھا۔ جب وہ پوجا کر چکتا تب
وہ مچھلیوں کے کھانے کے لئے لڈّو کے کچھ
ٹکڑے سمندر میں ڈال دیتا تھا۔ ان ٹکڑوں کو
ایک کچھوا روز کھا جاتا تھا۔

ایک دن کچھوا برہمن سے بہت خوش ہوا۔
وہ سمندر سے باہر نکل آیا۔ باہر نکل کر اُس نے
برہمن کو ایک ہیرا دیا۔ برہمن ہیرا پاکر بڑا
خوش ہوا اور اُس نے اُسے اپنی عورت کو جاکر
دے دیا۔ عورت بھی ہیرا پاکر بڑی خوش ہوئی
اور اُس نے برہمن سے پوچھا۔ یہ ہیرا آپ کو
کہاں سے ملا۔ برہمن نے سارا حال اُسے بتلا دیا۔

عورت نے کہا۔ ایک ہیرا اُس کچھوے سے
اور لاکر دو تو اچھا ہو۔ اگر دوسرا ہیرا بھی مجھے
مل جائے تو میں اپنے کانوں کا زیور بنوا لوں۔

برہمن نے کہا۔ اچھا میں ایک اور ہیرا لانے کی کوشش کرونگا۔

وہ پھر پہلے کی طرح سمندر کی پوجا کرنے اور کچھوے کو لڈّو کھلانے لگا۔ ایک دن کچھوا پھر سمندر سے باہر نکلا اور برہمن سے بولا۔ کہئے مہاراج اور کیا چاہئے۔ برہمن نے کہا کہ مہربانی کرکے ایک ہیرا اور دے دیجئے۔ کچھوے نے کہا۔ میں ایک ہیرا تمھیں دے چکا۔ اب اور ہیرا نہیں مل سکتا۔

برہمن کچھوے کے پیچھے پڑ گیا اور ہیرے کے لئے بار بار کہنے لگا۔ کچھوے کو برہمن کی لالچ بہت بُری لگی۔ اُس نے اُس سے کہا۔ اچھا تم پہلے ہیرے کو یہاں لے آؤ میں ویسا ہی ایک ہیرا اور لاکر تمھیں دونگا۔

برہمن اپنے گھر سے ہیرا لے آیا اور لاکر

اُسے کچھوے کو دیدیا۔ کچھوا ہیرا لے کر سمندر میں گھس گیا۔ برہمن کچھوے کے واپس آنے کا انتظار کرتا رہا مگر کچھوا لوٹ کر نہ آیا۔ برہمن نے سوچا کہ کچھوا ہیرا لینے کے لئے کہیں دور گیا ہوگا۔ یہ سوچ کر وہ اپنے گھر لوٹ آیا۔

دوسرے دن برہمن ہمیشہ کی طرح پھر سمندر کا پوجا کرنے گیا۔ پوجا کر چکنے پر اُس نے پھر لڈو کے ٹکڑے پانی میں ڈالے۔ انھیں کھاکر کچھوا پانی کے بھیتر گھس گیا۔ کچھوے کو پانی کے بھیتر گھستے دیکھ کر برہمن نے اُس سے کہا کہ مہربانی کرکے ہیرے دیجئے۔ کچھوے نے جواب دیا۔ مہاراج تمھیں نہ ایک ہیرا لینا ہے اور نہ مجھے دو دینے ہیں۔ اپنا راستہ لیجئے۔ یہ کہہ کر کچھوا وہاں سے چلا گیا۔

برہمن پچھتاتا رہ گیا۔ سچ ہے لالچ کرنا بہت

بڑا ہے۔ لالچی برہمن نے ایک ہیرا بھی اپنے ہاتھ سے کھو دیا۔

مشق

۱۔ کچھوے نے برہمن کو کیا دیا؟
۲۔ برہمن نے کیا لالچ کیا؟
۳۔ اس سبق سے تم کیا سیکھتے ہو؟

سبق (۲۸)

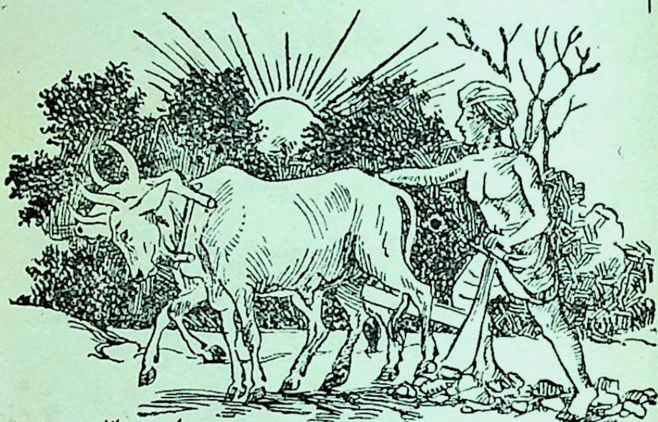
جوتائی

ملائم — مینھ — جوتائی

برسات شروع ہو گئی۔ ابھی چار پانچ دن ہوئے خوب مینھ برسا تھا۔ دیکھو رام سنگھ کسان اپنا کھیت جوت رہا ہے۔

بھلا بتاؤ تو رام سنگھ کھیت کیوں جوت رہا ہے؟

بات یہ ہے کہ ہل چلانے سے کھیت کی
مٹّی کھُد جائیگی اور اُس کے ڈھیلے پھوٹ جائینگے۔
ڈھیلوں کے پھوٹنے سے وہ ملائم ہو جائے گی۔
ملائم مٹّی میں بیج اچھا جمتا ہے۔



اگر کھیت نہ جوتا جائے اور اُس کی مٹّی ملائم
نہ کی جائے تو بیج بالکل نہ اُگے۔ اِسی لئے بیج
بونے کے پہلے کھیت کو جوتتے ہیں۔ جتنی اچھی
جوتائی ہوتی ہے بیج بھی اُتنی ہی زور سے اُگتا ہے۔
ہوشیار کسان اِسی لئے برسات شروع ہونے پر

اپنے کھیتوں کو خوب جوتتے ہیں۔ زمین جوتنے
سے کھیت میں جمی ہوئی گھاس بھی دور
ہو جاتی ہے۔ اگر یہ گھاس دور نہ کی جائے
تو زمین میں جنس کم ہو۔

جوتائی سے مٹّی کو ہوا اور دھوپ بھی ملتی
ہے۔ اِس سے بھی کھیتی اچھی ہوتی ہے۔ جوتائی
سے پہلے کھیت میں پانی لگاتے ہیں۔ اِس سے
مٹّی نرم ہو جاتی ہے اور ہل آسانی سے چلتا
ہے۔ جب بارش نہیں ہوتی تب کنوئیں، تالاب،
نہر یا بمبے سے پانی دیتے ہیں۔

ہمارے یہاں دیسی ہل سے کھیت جوتے
جاتے ہیں۔ اب کئی طرح کے انگریزی ہل بھی
چل گئے ہیں۔ اِن میں "راجہ" نام کا ہل اچھا
ہوتا ہے۔ یہ جوتائی کے بڑے کام کا
ہے۔

مشق

۱- کھیت کیوں جوتنا چاہیئے ؟
۲- جوتائی کیسے کی جاتی ہے !

سبق (۲۹)

بیج

مثل　　کمزور　　انتظام

"جیسا بوؤگے ویسا کاٹوگے" یہ کہاوت مشہور ہے۔ اس مثل کا اصلی مطلب یہی ہے کہ اگر اچھا بیج بوؤگے تو اچھی فصل تیار ہوگی اور اگر بُرا بیج بوؤگے تو بُری۔

بس زمین کی تیاری کے بعد کھیتی کے لئے اچھے بیج کی ضرورت ہے۔ بیج جتنا ہی اچھا ہوگا پودے بھی اُتنے ہی اچھے اُگیں گے۔ اور جتنے اچھے پودے ہوں گے اُتنی ہی اچھی فصل ہوگی۔

اس لئے ہم کو اچھا بیج ڈھونڈھ کر بونا چاہیئے۔
کمزور۔ پتلا یا خراب بیج بونے سے اوّل تو پودے
اُگتے ہی نہیں اور اگر اُگتے بھی ہیں تو وہ اچھے
نہیں ہوتے۔ کمزور پودوں میں کمزور دانے پڑتے
ہیں اور جنس بھی کم ہوتی ہے۔

بیج بوتے وقت اس بات کا بھی خیال رکھنا
چاہیئے کہ اُس کھیت میں پیدا ہوا بیج پھر اُسی
کھیت میں نہ بویا جائے اگر بیج اُسی کھیت کا
ہوگا تو بھی پودے کمزور ہوں گے۔

اچھا بیج وہ ہے جو گھُنا نہ ہو۔ موٹا بھاری
اور چمکدار ہو۔ اچھا بیج ملنے کے لئے ہماری سرکار
نے آج کل بہت سی جگہوں میں انتظام کیا ہے۔
ہمیں وہاں سے بیج خرید کر بونا چاہیئے۔

مشق

۱۔ بیج کیسا بونا چاہیئے؟
۲۔ اچھا بیج کیسا ہوتا ہے؟

سبق (۳۰)

کُتّا

چوکسی انجان چتکبرا جھبڑا ہانپنا

لڑکو! کُتّا تو تم روز ہی دیکھتے ہو۔ یہ جانوروں میں چوکیدار ہے۔ یہ اپنے مالک کی چیزوں کی چوکسی کرتا ہے۔ جب کوئی انجان آدمی آتا ہے تب اُسے دیکھ کر بھونکتا ہے۔ رات کو یہ پہرا دیتا ہے اور اگر کوئی چور آ جاتا ہے تو یہ بھونک کر مالک کو جگا دیتا ہے اور چور کا پیچھا کرتا ہے۔



کُتّا اپنے مالک کو خوب پہچانتا ہے اور اُسے پیار کرتا ہے۔ جب یہ دُم ہلاتا ہے تب سمجھنا چاہیئے

کہ یہ پیار کر رہا ہے۔ کتے کی عقل تیز ہوتی ہے
سونگھنے کی طاقت بھی بہت ہوتی ہے۔
کتے کئی رنگ کے ہوتے ہیں۔ کسی کا رنگ
کالا ہوتا ہے کسی کا سفید۔ کسی کا بھورا۔ اور
کسی کا چتکبرا۔ اِن کی قسمیں بھی جُدا جُدا ہیں
جیسے تازی۔ شکاری وغیرہ۔
کتے کے چار پاؤں ہوتے ہیں۔ اُس کے
پنجوں کے نیچے گوشت کی گدّیاں ہوتی ہیں۔ پنجوں
میں ٹیڑھے ناخن ہوتے ہیں۔ کل ملا کر ایک کتے
کے اٹھارہ یا بیس ناخن ہوتے ہیں۔ جس کتے
کے بیس ناخن ہوتے ہیں وہ بسہا یا زہریلا کہلاتا
ہے۔ اس کے دانت تیز اور زہریلے ہوتے ہیں
اسی لئے جب یہ کسی آدمی کو کاٹ لیتا ہے تو
اس کا زہر اُس آدمی کے بدن میں پیدا ہو جاتا
ہے۔ کتے کی زبان چکنی ہوتی ہے۔ یہ اپنی زبان

ہی سے چاٹ چاٹ کر پانی پیتا ہے۔ اُس کی دُم ٹیڑھی ہوتی ہے۔ اُس میں بال بہت کم ہوتے ہیں۔ کسی کسی کُتّے کی دُم جھبری بھی ہوتی ہے۔

کُتّے کے بدن پر بال ہوتے ہیں۔ اِسی لئے اُسے گرمی بہت ستاتی ہے۔ گرمی کے دنوں میں کُتّا کسی تر اور سایہ دار جگہ میں بیٹھا رہتا ہے۔ اِن دنوں میں یہ ہانپتا بھی بہت ہے۔

کُتّا تیرتا بھی خوب ہے۔ یہ بڑی سے بڑی ندی کو تیر کر پار کرسکتا ہے۔ یہ گوشت کھانے والا جانور ہے۔ جنگلی کتّے شکار کرتے ہیں لیکن پالو کُتّے دال بھات اور روٹی بھی کھاتے ہیں۔ کُتّے کے بچّوں کو پلّا کہتے ہیں۔ ہمارے ملک میں لوگ کُتّے کو کم پالتے ہیں۔ لیکن مغربی ملکوں میں یہ بہت پالا جاتا ہے۔ انگریز لوگ کُتّے سے بڑی محبت کرتے ہیں۔ وہ اُنھیں کھانے کی اچھی اچھی چیزیں

کھلاتے ہیں اور اپنے ساتھ موٹر وغیرہ پر بٹھاتے ہیں۔ ولایتی کُتّے بھی اچھے ہوتے ہیں۔

مشق

۱۔ کُتّے میں کون کون سے ہُنر ہیں؟

۲۔ کُتّے کا بدن کیسا ہوتا ہے؟

۳۔ کُتّا دُم کیوں ہلاتا ہے؟

سبق (۳۱)

ودّیا ساگر اور ایک لڑکا

واقعہ نفع پیٹ پالنا

لڑکو! تم نے پنڈت ایشور چندر ودّیا ساگر کے لڑکپن کا حال تو پڑھا ہی ہے۔ آج ہم تم کو اُن کا ایک سچّا واقعہ بھی سُناتے ہیں۔

پنڈت ایشور چندر جب پڑھ لکھ کر ایک اونچے عہدے پر پہنچے تب ایک دن کہیں جا رہے

تھے۔ راستے میں اُنھیں ایک غریب لڑکا ملا۔ اُس لڑکے نے اُن سے ایک پیسہ مانگا۔ وِدّیا ساگر نے اُس سے پوچھا کہ اگر ہم تم کو چار پیسے دیں تو تُم کیا کروگے۔ لڑکے نے جواب دیا کہ میں دو پیسے اپنی ماں کو جاکر دونگا اور دو پیسے سے اپنی بھوک مٹاؤنگا۔

وِدّیا ساگر نے پھر پوچھا کہ اگر ہم تم کو چار آنے دیں تو تم کیا کروگے؟ لڑکے نے جواب دیا کہ میں چار آنے کی کوئی چیز خرید کر بیچوں گا اور جو نفع ہوگا اُس سے اپنا اور اپنی ماں کا پیٹ پالونگا۔

وِدّیا ساگر نے پھر کہا کہ اچھا آٹھ آنے پاکر تُم کیا کروگے۔ لڑکے نے اِسے ہنسی سمجھا اور کہا کہ بابو جی آپ کو جو کچھ دینا ہو دیدیجئے نہیں تو جانے دیجئے۔

اس پر وِدّیا ساگر نے اُس سے کہا کہ اِسے تُم ہنسی نہ سمجھو اور بتاؤ کہ آٹھ آنے سے تُم کیا کروگے۔ لڑکے نے کہا کہ آٹھ آنے سے تو میں روزگار کرسکتا ہوں۔ اِس پر وِدّیا ساگر کو تعجب ہوا اور اُنھوں نے پوچھا کہ آٹھ آنے سے کیا روزگار کروگے۔ لڑکا بولا کہ آٹھ آنے کے میں آم خرید کر بیچونگا اور اُس کے منافع سے پیٹ پالونگا۔ اِس پر وِدّیا ساگر نے خوش ہوکر اُسے ایک روپیہ دیا۔ لڑکے نے اُن کا شکریہ ادا کیا اور بازار کا راستہ لیا۔

دو تین برس بعد وِدّیا ساگر ایک دن پھر اُسی راستے سے نکلے۔ لڑکے نے اُنھیں پہچان لیا۔ وہ اُن کے پاس دوڑ آیا اور ہاتھ جوڑ کر کہا ذرا مہربانی کرکے میری دُکان پر چلئے۔ وِدّیا ساگر بڑے سیدھے تھے اُس کے ساتھ اُس کی دُکان پر چلے گئے۔

لڑکے نے کہا یہ آپ ہی کی دُکان ہے۔ آپ مجھے نہ پہچانتے ہوں گے اور بھول گئے ہونگے۔ لیکن میں آپ کو خوب پہچانتا ہوں اور میرا دل آپ کو کبھی نہ بھولے گا۔ میں وہی لڑکا ہوں جسے آپ نے ایک پیسہ مانگنے پر ایک روپیہ دیا تھا۔ اُسی روپئے سے میں نے آم کی دُکان کھولی تھی۔ دھیرے دھیرے میری دُکان بڑھتی گئی۔ پھر میں نے بساط خانے کی دُکان کرلی۔ وہی چھوٹی دُکان بڑھ کر ایسی بڑی دُکان ہوگئی ہے۔ میں اور میری ماں ہمیشہ آپ کے قرضدار رہیں گے۔

وِدّیا ساگر کو اُس کی دُکان دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ اُنھوں نے لڑکے کی ہوشیاری اور اُس کی محنت کی بڑی تعریف کی۔

لڑکو! محنت اور عقل سے کام کرنے کا ایسا ہی نتیجہ ہوتا ہے۔

مشق

۱۔ وِدّیا ساگر نے ایک پیسہ مانگنے پر لڑکے کو ایک روپیہ کیوں دیا؟
۲۔ لڑکے نے اُس روپیئے سے کیا روزگار کیا؟
۳۔ وِدّیا ساگر نے کیوں لڑکے کی تعریف کی؟

سبق (۳۲)

تیلی

کولھو   کھلی   تِلہن

تیل تو اپنے گھر تم روز ہی دیکھتے ہو۔ بھلا یہ بھی جانتے ہو کہ اُسے کون بناتا ہے۔ تیل کو تیلی بناتا ہے۔ اِسی سے اُسے تیلی کہتے ہیں۔
تیل تِلہن سے نکالا جاتا ہے۔ تِل۔ سرسوں۔ لاہی۔ السی اور رینڈی کو تِلہن کہتے ہیں۔ یہ سب چیزیں کھیت میں پیدا ہوتی ہیں۔ تلہن

کے سوا تیل اور بھی چیزوں سے نکالا جاتا ہے جیسے
مہوے کے پھل سے اور نیم کی نمکولی سے۔ شہروں
میں ناریل کی گری۔ مونگ پھلی۔ بادام وغیرہ سے
بھی تیل نکالتے ہیں۔

تیلی کو پہلے جس چیز سے تیل نکالنا ہوتا ہے اُسے
سوپ سے پھٹکتا ہے اور صاف کرتا ہے پھر اُسے



کولھو میں ڈالتا ہے۔ کولھو میں دینے سے اُس
چیز سے تیل نکلتا ہے۔ یہ تیل کولھو کے ایک چھید

سے باہر آتا ہے۔ تیلی چھید کے نیچے ایک برتن رکھ دیتا ہے جس میں تیل بھرتا جاتا ہے تلہن کے بار بار دینے سے تیل بالکل نکل جاتا ہے اور کھلی رہ جاتی ہے۔ یہ کھلی جانوروں کے کھلانے کے کام آتی ہے۔

رینڈی کا تیل اِس طرح نہیں نکالا جاتا۔ رینڈی کو پہلے بھاڑ میں بھونتے ہیں پھر اوپری چھلکے کو دور کر کے اُن کی گری نکال لیتے ہیں تب اُسے پیرتے ہیں۔ نمکولی کی بھی گری نکال کر اُسے پیرتے ہیں۔ رینڈی اور نمکولی کی کھلی سے کھاد بنتی ہے۔ کولھو لکڑی کا بنتا ہے۔ اُس کے نیچے لکڑی کا کٹورے کی طرح ایک بڑا گھیرا ہوتا ہے جو زمین میں گڑا رہتا ہے۔ اِسی گھیرے میں تلہن ڈالا جاتا ہے۔ گھیرے کے اوپر لکڑی کی ایک جاٹ لگی رہتی ہے۔ اُس جاٹ میں ایک جوا باندھ دیتے ہیں جس میں بیل جوتتے ہیں۔ بیل کولھو کے چاروں طرف

گھومتا ہے اور اُسی کے ساتھ ساتھ جاٹ بھی گھومتی ہے۔ جس سے تلھن دبتا ہے اور تیل نکلتا ہے۔ تیلی اپنے بیل کی آنکھ میں پٹی باندھ دیتا ہے۔ اِس سے اُسے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ چاروں طرف گھومتا ہے اور اُسے گھمری نہیں چڑھتی۔

مشق

۱۔ تیل کن کن چیزوں سے نکالا جاتا ہے؟

۲۔ کھلی کس کام آتی ہے؟

۳۔ کولھو کس چیز کا ہوتا ہے؟

سبق (۳۳)

ایک ہوشیار مینڈک

گھبرایا تدبیر ناتےدار تکلیف

ایک تالاب سے کچھ دور پر ہری ہری گھاس میں ایک مینڈک بیٹھا ہوا تھا۔ ایک کوا اپنی چونچ

میں اُسے دبا کر اُڑ گیا۔

مینڈھک پہلے تو بہت گھبرایا۔ مگر تھوڑی دیر میں اُس نے اپنے کو سنبھالا۔ وہ سوچنے لگا کہ میرا باپ کہا کرتا تھا کہ تکلیف میں گھبرانا نہیں چاہیے۔ بچنے کی تدبیر سوچنی چاہیئے۔

کوّا اُڑتے اُڑتے ایک درخت پر جا بیٹھا۔ اُس کے بیٹھتے ہی مینڈھک ہنس پڑا۔ کوّے نے کہا۔ کیوں ہنستے ہو؟ کیا تم کو مرنے کی خوشی ہے۔

مینڈھک بولا۔ میں تمھاری ناسمجھی پر ہنس رہا ہوں۔ اسی درخت پر میرے دادا رہتے ہیں۔ اِن کے بہت سے دوست بھی یہاں پر ہیں۔ وہ تمھیں ابھی مروا ڈالیں گے۔ کوّا اُڑ گیا اور فوراً وہاں سے اُڑ کر ایک دوسرے درخت پر جا بیٹھا۔ مینڈھک پھر اُس کے بیٹھتے ہی کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

کوّے نے پوچھا۔ اب کیوں ہنستے ہو؟

مینڈھک بولا۔ خوب کیا۔ اس درخت پر تو میرے باپ ہی رہتے ہیں۔ اُن کے دوست تمھیں زندہ نہ چھوڑینگے۔

کوّا پھر ڈرا اور اُڑ کر ایک کنوئیں کے کنارے جا بیٹھا اور مینڈھک سے کہا کہ یہاں تو تمھارا کوئی ناتے دار نہیں ہے۔

مینڈھک نے کہا۔ یہاں مجھے بچانے والا کون ہے؟ مگر دیکھو تم سے ایک عرض کرتا ہوں۔ میں نے دو جگہ تمھاری جان بچائی ہے۔ اگر تم میری جان نہیں چھوڑ سکتے تو اِتنا تو کرو کہ مجھے بہت تکلیف نہ ہو۔ تم اپنی چونچ پتھر پر گھس کر تیز کرلو تب مجھے مارنا۔ تیز چونچ سے مارنے میں مجھے کم تکلیف ہوگی۔ کوّے نے مینڈھک کی بات مان لی اور اپنی چونچ تیز کرنے لگا۔ چونچ گھستے وقت اُس نے مینڈھک کو اپنے سامنے رکھ دیا۔ مینڈھک اُسی وقت اُچھلا اور کنوئیں میں کود گیا۔ مینڈھک کو کنوئیں میں کودتا دیکھ کر کوّا بولا۔

اجی کہاں چلے۔ چونچ تو تیز ہو گئی۔
مینڈھک نے کنوئیں کے اندر سے کہا کہ
آج تو میری یہاں دعوت ہے۔ تم دعوت اُڑانا
چاہو تو تم اپنی چونچ یہیں لے آؤ۔ کوّا اپنی غلطی
پر پچھتایا اور اُڑ گیا۔
سچ کہا ہے کہ تکلیف پڑنے پر کبھی گھبرانا نہیں چاہئے۔

مشق

۱۔ اس کہانی کو تم اپنی زبان میں بیان کرو۔
۲۔ مینڈھک نے اپنی جان کیسے بچائی؟
۳۔ کوّے نے کیا غلطی کی؟

سبق (۳۴)

لوہا

کان   فولاد   لوہیا

لکڑی کی طرح لوہا بھی ہمارے بہت کام آتا

ہے۔ہماری ضرورت کی بہت سی چیزیں لوہے ہی
سے بنتی ہیں۔ تم اپنے گھروں میں دیکھتے ہی ہوگے کہ
توا۔ کڑھائی۔ چمٹا۔ ڈول۔ چاقو وغیرہ لوہے کے ہوتے
ہیں۔ عمارت۔ اوزار اور کھیتی یا باغ کے کام کی
چیزوں کے بنوانے میں بھی لوہے کے بغیر کام
نہیں چلتا۔ہماری ضرورت کی چیزوں میں جتنا لوہا
کام میں آتا ہے اتنی کوئی دوسری دھات نہیں آتی۔
کیا تم جانتے ہو کہ لوہا کہاں سے نکلتا ہے۔ لوہا
مٹّی سے نکلتا ہے لیکن سب طرح کی مٹّی سے لوہا
نہیں نکلتا۔ اس کی خاص مٹّی ہوتی ہے۔ یہ مٹّی لوہے
کی کانوں سے نکلتی ہے۔ مٹّی میں لوہا اُس شکل میں
نہیں ہوتا جس میں تم اُسے دیکھتے ہو۔ وہ اُس میں ملا رہتا
ہے۔ کان سے اِس مٹّی کو نکال کر اُس سے لوہے کو الگ
کرتے ہیں۔ یہ کچّا لوہا کہلاتا ہے۔ کچّے لوہے کے چھوٹے
چھوٹے ٹکڑے ہوتے ہیں۔ اِن ٹکڑوں کو بڑی بڑی

بھٹیوں میں گلا کر صاف کرتے ہیں۔ جب ٹکڑے گل جاتے ہیں تب وہ گل کر لال پانی کی طرح ہو جاتے ہیں۔ گلنے پر اُسے بھٹی سے اُتار لیتے ہیں۔ ٹھنڈا ہونے پر وہ کالا اور کڑا ہو جاتا ہے۔ بس یہی لوہا کہلاتا ہے۔

اس لوہے سے جو چیز بنائی ہوتی ہے وہ لوہے کو گرم کر کے بنائی جاتی ہے۔ یہ معمولی لوہا ہوتا ہے۔ توے۔ کڑاہیاں۔ چمٹے۔ کیلیں وغیرہ معمولی لوہے کے ہوتے ہیں۔ عمدہ چاقو تلوار۔ اُسترے وغیرہ اسپات یا فولاد کے بنائے جاتے ہیں۔ اسپات یا فولاد بھی لوہا ہی ہوتا ہے۔ بار بار گرم کرنے اور پیٹنے سے اسپات یا فولاد بنجاتا ہے۔ لوہے کی چیزیں بنانے والے کو لوہار اور ان چیزوں کے بیچنے والے کو لوہیا کہتے ہیں۔

مشق

۱۔ لوہا کہاں سے نکلتا ہے؟

۲۔ اُس سے کون کون سی چیزیں بنائی جاتی ہیں؟

۳۔ مٹّی سے لوہا کیسے نکالا جاتا ہے؟
۴۔ اسپات یا فولاد کسے کہتے ہیں اور وہ کیسے بنایا جاتا ہے؟

سبق (۳۵)

کھیرا

کڑوا ذائقہ قطار

کھیرا ایک اچھا پھل ہے۔ یہ پھل بھی ہے اور ترکاری بھی۔ لوگ اِسے بہت شوق سے کھاتے ہیں۔ اِس کی ترکاری اور رائتہ بھی بناتے ہیں۔



اِس کا ذائقہ اچھا ہوتا ہے۔ اگر تُم کسی کھیرے کو چیر کر دیکھو تو تمھیں معلوم ہوگا کہ اِس کے اندر چھوٹے چھوٹے بیج ہوتے ہیں۔ کھیرے کو مع بیج

کے کھاتے ہیں۔ کھیرا جب کچھ کڑا ہو جاتا ہے تب اُن بیجوں کی تین قطاریں اِس کے اندر بن جاتی ہیں۔

کھیرے کے اوپر کا حصّہ کڑوا ہوتا ہے۔اِسی لئے اُسے چاقو سے کاٹ کر کھاتے ہیں ۔ اِس کا مُنہ کاٹنے کے بعد اُسے چاقو سے گود کر اوپری حصّے سے ملتے ہیں۔اِس سے سفید سفید جھاگ سی نکلتی ہے ۔ یہ اُس کا کڑوا پن ہوتا ہے۔ کھیرے کو چھیل کر کھاتے ہیں۔ کھیرا نمک کے ساتھ بھی کھایا جاتا ہے۔

یوں تو کھیرا بارہوں مہینے ملتا ہے لیکن اِس کی فصلیں دو ہی ہوتی ہیں۔ ایک گرمی کے دِنوں میں اور ایک برسات میں۔ گرمی میں جو کھیرا پیدا ہوتا ہے اُسے چیتی کھیرا کہتے ہیں۔ چیتی کھیرے کے بیج ماگھ پھاگن میں بوئے جاتے ہیں۔ چیت بیساکھ

میں اس کے پھل آتے ہیں۔ برساتی کھیرے کے بیج جیٹھ اساڑھ میں بوئے جاتے ہیں۔ اِس کے پھل ساون بھادوں میں آتے ہیں۔ چیتی کھیرے کے پودے اور پھل چھوٹے اور بیساکھی کے بڑے ہوتے ہیں۔

ہمارے صوبے میں کھیرا چار سے دس انچ تک لمبا ہوتا ہے۔ اُس کی موٹائی تین چار انچ ہوتی ہے۔ لیکن نیپال میں ایک طرح کا ایسا بھی کھیرا ہوتا ہے جو اٹھارہ سے بیس انچ تک لمبا اور پانچ چھ انچ موٹا ہوتا ہے۔ کھیرے کے بیج زمین میں چار پانچ ہاتھ کی دوری پر بوئے جاتے ہیں۔ بیج بونے کے لئے تھالے بناتے ہیں۔ اِن تھالوں میں کھاد ڈال کر ہر تھالے میں تین تین بیج بوئے جاتے ہیں۔ بیجوں کے اُگ آنے پر ضرورت کے مطابق اُن کی جڑوں پر مٹی چڑھاتے اور پودوں میں پانی دیتے ہیں۔

اِن کے پودوں کی بیلیں چلتی ہیں - اِن میں پیلے
رنگ کے پھول نکلتے ہیں - بعد کو اِنھیں پھولوں میں
پھل لگتے ہیں اور پھول مرجھا کر گر جاتے ہیں -
کھیرے کے بیج ٹھنڈائی کے کام آتے ہیں -

مشق

۱ - کھیرا کیسا ہوتا ہے ؟

۲ - یہ کب پیدا ہوتا ہے ؟

۳ - چینی اور بیساکھی کھیرے میں کیا فرق ہے ؟

سبق (۳۶)

ککڑی

رائتہ ذائقہ ڈنٹھل

کھیرے کی طرح ککڑی بھی پھل اور ترکاری
دونوں ہے - یہ کچّی بھی کھائی جاتی ہے اور اِس
کی ترکاری اور رائتہ بھی بنایا جاتا ہے -

کھیرے کی طرح اِس میں بھی چھوٹے چھوٹے
بیج ہوتے ہیں اور پھل کے بڑھنے پر اِن کی
تین قطاریں بن جاتی ہیں۔ گکڑی کھیرے سے لمبی
اور پتلی ہوتی ہے۔ اِس کی لمبائی چھ ۶ انچ سے اٹھارہ ۱۸
انچ تک ہوتی ہے اور موٹائی ایک انچ سے چار ۴
پانچ اِنچ تک۔ کھانے کے لئے لوگ چھوٹی اور
پتلی گکڑی پسند کرتے ہیں۔ اِسکا ذائقہ اچھا ہوتا ہے۔
یہ ٹھنڈی ہوتی ہے۔ اِس کے پیچھے کے حصّے میں
ایک ڈنٹھل ہوتا ہے۔

گکڑی کسی دریا کے کنارے کی ترائی اور بلوئی
مٹّی میں خوب پیدا ہوتی ہے۔ اِس کی بھی دو فصلیں
ہوتی ہیں۔ ایک گرمی میں اور دوسری برسات میں۔
گرمی میں جو گکڑی پھلتی ہے اُس کے بیج
ماگھ پھاگن میں بوئے جاتے ہیں۔ اور برسات
میں جو گکڑی پھلتی ہے اُس کے جیٹھ

ہیں۔ گرمی میں آنے والی ککڑی اچھی ہوتی ہے۔

ککڑی کے بیجوں کو دو تین ہاتھ کی دوری پر قطاروں میں بونا چاہیئے۔ کھیرے کی طرح اس کے بھی دو تین بیج ایک ساتھ بونا چاہیئے۔ بیج اُگنے میں اگر دیر لگے تو پانی لگا دینا چاہیئے۔ اس سے بیجوں کے اُگنے میں مدد ملے گی۔

بیج اُگنے کے بعد ککڑی کے پودے جب کچھ بڑے ہوتے ہیں تب اُن میں بیل چل نکلتی ہے۔ کھیرے کی طرح اس کی بیل میں بھی پیلے پیلے پھول نکلتے ہیں۔ پھر انھیں پھولوں سے پھل نکلتے ہیں اور پھول سوکھ کر مُرجھا جاتے ہیں۔ ککڑی کے بیج بھی ٹھنڈائی میں ڈالے جاتے ہیں۔

مشق

۱۔ کھیرا اور ککڑی کن کن باتوں میں ملتی ہیں؟

۲۔ ککڑی کن دنوں میں آتی ہے؟
۳۔ ککڑی کے لئے کیسی زمین چاہئے؟

سبق (۳۷)

شیر اور لومڑی

باری پنچایت غرّانا

ایک جنگل میں ایک شیر رہتا تھا۔ وہ روز جانوروں کو مار کر کھایا کرتا تھا۔ ایک دن جنگل کے سب جانوروں نے مل کر ایک پنچایت کی اور شیر سے کہا کہ مہاراج آپ ناحق تکلیف اُٹھاتے ہیں۔ ہم روز ایک جانور آپ کے پاس کھانے کو بھیجدیا کریں گے۔ آپ اُسے کھا لیا کیجئے اور آرام سے رہئے۔ اس سے ہمیں بھی اپنی جان جانے کا ڈر نہ رہیگا۔ اور آپ کا پیٹ بھی بھر جایا کریگا۔ شیر نے یہ بات مان لی۔ جانور اپنی اپنی باری

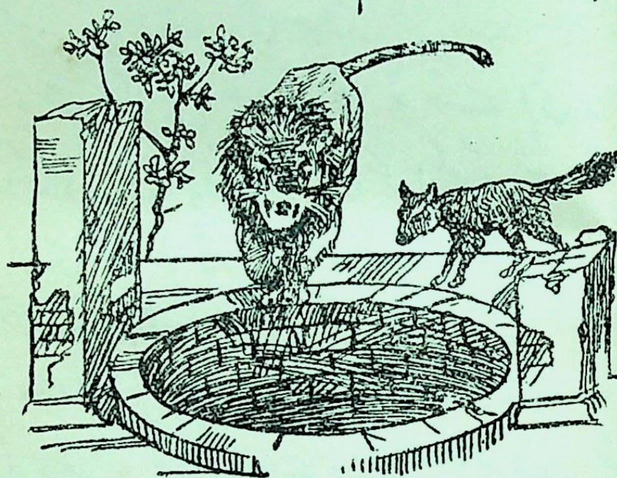
سے روز شیر کے پاس بھیجے جانے لگے۔ ایک دن ایک لومڑی کی باری آئی۔ لومڑی نے سوچا کہ اس طرح تو یہ سب جانوروں کو مار کر کھا جائیگا۔ کوئی ایسا کام کرنا چاہیئے کہ جس سے اپنی جان بچے اور دوسروں کا بھی بھلا ہو۔

یہ سوچ کر وہ راستے میں رُک گئی اور بہت دیر کرکے شیر کے پاس پہنچی۔ شیر کو بہت بھوک لگی ہوئی تھی اور وہ غصّے میں بیٹھا تھا۔ لومڑی کو دیکھتے ہی بولا۔ بدمعاش اِتنی دیر کہاں کی۔

لومڑی نے کہا۔مہاراج اس میں میرا کچھ قصور نہیں ہے۔ میں چلی آ رہی تھی کہ راستے میں آپ جیسا ایک دوسرا شیر مجھے اور مِل گیا اُس نے مجھے روک لیا۔

یہ سُن کر شیر کو اور بھی غصّہ آیا اور وہ بولا۔ دوسرا شیر! دوسرا شیر اس جنگل میں کیسے آیا۔ اُسے

کس نے آنے دیا۔ چلو میں ابھی اُسے مار کر آتا ہوں۔ اِس جنگل میں تو میرا راج ہے۔ یہاں دوسرے شیر کا کیا کام۔



لومڑی نے کہا۔ مہاراج! اگر آپ تکلیف اُٹھائیں تو میں اُسے آپ کو دکھلا دوں۔ شیر نے کہا چل۔ لومڑی نے کہا چلئے۔

لومڑی شیر کو اپنے ساتھ لے گئی۔ جنگل میں ایک کنوئیں کے پاس پہنچکر اُس نے شیر سے

کہا مہاراج "وہ شیر مجھے یہیں ملا تھا۔ شیر نے پوچھا۔ وہ کہاں ہے۔ لومڑی نے جواب دیا۔ ابھی تو وہ یہیں پر تھا۔ شاید آپ کے ڈر سے وہ اس کنوئیں میں چھپ گیا ہو"۔

شیر نے کنوئیں میں جھانکا تو اُسے اپنی پرچھائیں دکھلائی دی۔ اپنی پرچھائیں کو دیکھ کر شیر نے سمجھا کہ یہی دوسرا شیر ہے۔ وہ اُسے دیکھ کر غُرّایا۔ اُس کے غرّانے پر کنوئیں سے بھی ویسی ہی آواز نکلی۔ لومڑی نے کہا دیکھئے مہاراج وہ آپ کو دیکھ کر غُرّا رہا ہے۔ شیر دوسرے شیر کو مارنے کے لئے غصّے سے کنوئیں میں کود پڑا اور وہاں پڑے پڑے مر گیا۔ لومڑی وہاں سے بھاگ گئی۔ جب جنگل کے جانوروں نے سب حال سُنا تب وہ بہت خوش ہوئے اور لومڑی کی چالاکی کی تعریف کرنے لگے۔

مشق

۱- جانوروں نے کیا پنچایت کی؟
۲- لومڑی نے کیا چالاکی کی؟
۳- شیر نے کنوئیں کے اندر کیا دیکھا؟

سبق (۳۸)

چنا

چبانا ہولا بوٹ

چنا ایک اچھا اناج ہے۔اس سے طرح طرح کی چیزیں بنتی ہیں۔کھانے کی جتنی چیزیں چنے سے بنتی ہیں اُتنی اور کسی دوسرے اناج سے نہیں بنتیں۔

چنے کے باریک آٹے کو بیسن کہتے ہیں۔ بیسن سے روٹی۔ پوری۔ پکوڑی۔ حلوا اور بہت طرح کی مٹھائیاں بنائی جاتی ہیں۔چنے سے دال بھی بنائی

جاتی ہے۔ چنا بُھنا ہوا بھی کھایا جاتا ہے۔
غریب امیر چھوٹے بڑے سب لوگ چنا کھاتے
ہیں۔ غریبوں کے پیٹ بھرنے کے لئے یہ بہت
اچھا ہوتا ہے۔ غریب لوگ پیسے دو پیسے کا
چنا چبا کر اپنی بھوک بُجھا لیتے ہیں۔ چنا
گھوڑے کو بھی کھلایا جاتا ہے۔

چنا کچّا بھی کھایا جاتا ہے۔ چنے کو ہولا
یا بوٹ بھی کہتے ہیں۔ ہولا کھانے میں بہت
اچھا لگتا ہے۔ یہ طاقتور ہوتا ہے۔ ہولے کو
آگ پر بھون کر بھی کھاتے ہیں۔ ہولا ترکاری
اور لڈّو بنانے کے بھی کام آتا ہے۔

چنا برسات ختم ہونے کے بعد کاتک اگھن
میں بویا جاتا ہے۔ بونے کے دس پندرہ دنوں
کے بعد اس کے پودے نکل آتے ہیں۔ جب یہ
پودے کچھ بڑے ہو جاتے ہیں تب کسان

اِن کی پتّیاں توڑ کر اِن کا ساگ بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ چنے کا پودا جب بڑا ہو جاتا ہے تب اُس میں کچھ کچھ گلابی رنگ کے پھول آتے ہیں۔ انھیں پھولوں میں بوٹ لگتے ہیں۔

چنے کا پیڑ چھوٹا ہوتا ہے۔ اُس کی اونچائی ڈیڑھ دو فیٹ ہوتی ہے۔ اُس کی پتّیاں بھی چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں۔

ہمارے صوبے میں چنا بہت ہوتا ہے۔

مشق

۱۔ چنا کس کس کام آتا ہے؟

۲۔ وہ کب بویا جاتا ہے۔

۳۔ چنے کا پودا کیسا ہوتا ہے؟



سبق (۳۹)

کُمھار

چاک آواں صراحی کاری گری

دیکھو وہ آدمی کیا کر رہا ہے۔ یہ مٹّی کے برتن بنا رہا ہے۔ یہ کُمھار ہے۔ کُمھار مٹّی کے برتن اور کِھلونے بناتا ہے۔ جس چیز پر یہ آدمی برتن بنا رہا ہے اُسے چاک کہتے ہیں۔ کیا تم جانتے ہو کہ یہ مٹّی سے کیسے برتن بنا رہا ہے۔



پہلے اِس نے ملائم مٹّی لی ہے۔ پھر اُسے پانی میں بھگو کر خوب گوندھا ہے۔ جب مٹّی اِس

لائق ہوگئی کہ اُس کے برتن بن سکیں تب اُس نے اُسے چاک پر چڑھا دیا۔ دیکھو اب وہ اُسی مٹّی سے برتن بنا رہا ہے۔

وہ جس شکل کے برتن بنانا چاہتا ہے اپنے ہاتھ کو اُسی طرح حرکت دیتا ہے۔ وہ اپنے چاک کو پہلے ایک ڈنڈے سے خوب گھُما لیتا ہے۔ پھر جو برتن وہ بنانا چاہتا ہے اُسے اپنے ہاتھ سے بناتا ہے۔ جب برتن بن جاتا ہے تب وہ ایک ڈورے سے اُسے کاٹ کر الگ کر لیتا ہے۔

جب یہ کچّے برتن سوکھ کر کڑے ہو جاتے ہیں تب وہ اُن پر رنگ چڑھا دیتا ہے پھر اُن برتنوں کو ایک جگہ رکھ کر لکڑیوں اور کنڈوں سے ڈھک دیتا ہے اور آگ لگاکر اُنھیں پکاتا ہے۔ جہاں برتن پکتے ہیں اُسے آواں کہتے ہیں۔ پکنے سے برتن مضبوط ہو جاتے ہیں اور کچّے

برتنوں کی طرح پانی میں نہیں گھُلتے۔ ہاں گرنے یا دھکّا لگنے سے وہ ٹوٹ جاتے ہیں۔ کچّے برتنوں کی طرح پکّے برتنوں کی شکل نہیں بدلی جا سکتی۔

ہمارے گھروں میں مٹّی کے بنے ہوئے جتنے برتن کام میں آتے ہیں اُن سب کو کمُھار نے اسی طرح بنایا ہے۔ مٹکے۔ گھڑے۔ ہانڈیاں۔ سکورے۔ کرئی۔ کُلھیاں۔ ناندیں۔ صراحیاں۔ پیالے دیولیاں وغیرہ سب چیزیں کمُھار ہی کی بنائی ہوتی ہیں۔

تُم نے مٹّی کے بنے ہوئے بہت سے کھلونے دیکھے ہوں گے۔ دیوالی کے دنوں میں مٹّی کے کھلونے بہت بکا کرتے ہیں۔ اِن کھلونوں کو بھی کمُھار ہی بناتے ہیں۔ کھلونوں کے بنانے میں کمُھار کو بڑی کاری گری اور محنت کرنی پڑتی ہے۔

اِسی لئے کھلونوں کا دام برتنوں کے دام سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔

مٹّی کے کھلونے لکھنؤ۔ کانپور۔ چنار۔ مرزا پور وغیرہ میں اچھّے بنتے ہیں۔ مکانوں پر جو کھپرے چھائے جاتے ہیں۔ اُنھیں بھی کُمھار ہی بناتے ہیں۔ یہ مٹّی کے طرح طرح کے پھل بھی ایسی کاری گری سے بناتے ہیں کہ دیکھنے میں وہ اصلی معلوم ہوتے ہیں۔

مشق

۱۔ مٹّی کے برتن کیسے بنائے جاتے ہیں؟

۲۔ کُمھار کیا کیا چیزیں بناتا ہے؟

۳۔ مٹّی کے کھلونے کہاں اچھّے بنتے ہیں؟



سبق (۴۰)

ایک بیوقوف مینڈھک

احسان دشمن پچھتانا

ایک تالاب میں بہت سے مینڈھک رہتے تھے۔ اُن میں ایک بوڑھا مینڈھک تھا۔ وہ بڑا غصّہ ور تھا۔ بات بات میں بگڑ جاتا تھا اور کبھی کبھی دوسرے مینڈھکوں کو گالیاں بھی دے بیٹھتا تھا۔ اِس لئے سب مینڈھک اُس سے ناراض رہتے تھے۔

ایک دن جب بوڑھے مینڈھک نے گالیاں دینی شروع کیں تو مینڈھکوں نے مِل کر اُسے تالاب سے نکال دیا۔ تالاب سے نکل کر بوڑھا مینڈھک ایک کھیت میں گھس گیا۔ رات کو وہ اُسی کھیت میں سویا۔ مینڈھک جب سو رہا

تھا تب کھیت سے ایک سانپ نکلا اور اُس نے اُسے پکڑ لیا۔

مینڈھک کی آنکھ کُھلی تو اُس نے اپنے کو سانپ کے مُنہ میں پکڑا ہوا پایا۔ اُس نے گڑگڑا کر سانپ سے کہا "آپ مجھے چھوڑ دیں تو میں آپ کا بڑا احسان مانوں گا اور آپ کو بہت سے مینڈھکوں کا پتہ بتا دوں گا۔ مجھے کھاکر تو آپ آج ہی اپنی بھوک بُجھا سکیں گے لیکن جہاں میں آپ کو لیجانا چاہتا ہوں وہاں بہت دنوں تک آپ کو کھانا ملے گا۔

سانپ نے مینڈھک کو چھوڑ دیا اور اُسے اپنی پیٹھ پر بٹھاکر بولا۔ بتاؤ کدھر چلوں۔ مینڈھک نے تالاب کا راستہ بتلا دیا۔ سانپ تالاب پر پہنچا اور مینڈھک کو اپنی پیٹھ پر سے اُتار دیا۔ مینڈھک نے سانپ سے کہا کہ اِسی تالاب میں

بہت سے مینڈھک رہتے ہیں۔ آپ انھیں کھاکر اپنا پیٹ بھر سکتے ہیں۔

سانپ کو دوسرے مینڈھکوں کا پتہ بتاکر بوڑھا مینڈھک بہت خوش ہوا اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ اب اِن بدمعاش مینڈھکوں سے اُن کی اُس شرارت کا جو اُنھوں نے میرے ساتھ کی ہے اچھا بدلہ لونگا۔

سانپ روز مینڈھکوں کو کھانے لگا اور تھوڑے دِنوں میں سب مینڈھکوں کو کھا گیا۔ جب وہ سب مینڈھکوں کو کھا چُکا تب ایک دن بوڑھے مینڈھک کو بھی پکڑ لیا۔ بوڑھے مینڈھک نے سانپ سے بہت خوشامدیں کیں کہ مجھے چھوڑ دیجئے لیکن سانپ نے اُس کی ایک نہ سُنی اور اُسے کھا گیا۔

مرتے وقت بوڑھا مینڈھک پچھتاکر اپنے دل

میں کہنے لگا کہ افسوس اپنے بھائیوں سے لڑکر میں دشمن سے جا ملا۔ اس سے میرے سب گھر والے مارے گئے اور اب میں بھی مارا جارہا ہوں۔

مشق

۱۔ بوڑھے مینڈھک نے کیا غلطی کی ؟

۲۔ سانپ مینڈھکوں کا دشمن کیوں ہوا ؟

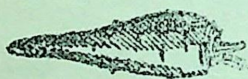
۳۔ بوڑھے مینڈھک نے مرتے وقت پچھتا کر کیا کہا ؟

سبق (۴۱)

گاجر

سخت ذائقہ ولایتی

دیکھو یہ کیا ہے؟ یہ گاجر ہے۔ یہ بھی کھانے اور ترکاری دونوں کے



کام آتی ہے مگر یہ کھیرے یا ککڑی کی طرح پھل ہی نہیں ہے یہ ایک جڑ بھی ہے۔

تُم دیکھتے ہو کہ اِس کے دو حصّے ہیں۔ ایک حصّہ اِس کی جڑ ہے اور دوسرا پتّیاں۔ گاجر کی جڑ اکثر ایک ہی ہوتی ہے۔ یہ موٹی، لمبی اور نوکیلی ہوتی ہے۔ اِس کے بیچ میں ایک موٹی اور سخت چیز ہوتی ہے۔ اِسے ہم گاجر کی ہڈّی کہتے ہیں۔

گاجر کی جڑ کے اوپر کئی ڈنٹھل ہوتے ہیں جن میں چھوٹی چھوٹی پتّیاں لگی رہتی ہیں۔ گاجر کی جڑ ہی کھائی جاتی ہے۔ لوگ اس کی ترکاری اور اُس کا اچار بھی بناتے ہیں۔ گاجر کا حلوا بھی بنایا جاتا ہے۔ یہ کھانے میں ذائقہ دار اور طاقتور ہوتا ہے۔ کسان۔ گائے۔ بیل۔ بھینس وغیرہ کو بھی گاجر کھلاتے ہیں۔ اِس کے کھلانے سے جانور موٹے اور مضبوط ہوتے ہیں۔ دودھ دینے والے جانوروں کو گاجر کھلانے سے دودھ بڑھتا ہے۔

گاجر کئی قسم کی ہوتی ہے مگر اُس کی دو خاص قسمیں ہیں ایک دیسی اور دوسری ولایتی۔ دیسی گاجر کا رنگ بینگنی اور ولایتی کا کچھ کچھ لال اور پیلا ہوتا ہے۔ دیسی گاجر زیادہ میٹھی ہوتی ہے۔ یہ لمبی اور نوکیلی ہوتی ہے۔ ولایتی گاجر کم میٹھی اور چھوٹی ہوتی ہے۔ اِس میں نوک بہت کم ہوتی ہے۔

گاجر کی کھیتی کے لئے "دومٹ" زمین اچھی ہوتی ہے۔ اِس کا بیج کُنوار کاتک میں بویا جاتا ہے۔ جاڑے کے دنوں میں گاجر آ جاتی ہے۔

گاجر ہے تو ایک معمولی چیز لیکن آدمی اور جانور دونوں کے لئے مفید ہوتی ہے۔ اِس کی کھیتی زیادہ نہیں ہوتی۔ یہ ترکاری یا چارے کے طور پر بوئی جاتی ہے۔

مشق

۱۔ گاجر کیسی ہوتی ہے؟

۲- یہ کس کام آتی ہے؟
۳- جانوروں کو گاجر کھلانے سے کیا فائدہ ہے؟

سبق (۴۲)

مولی

سُنہری کھاد

گاجر کی طرح مولی بھی ایک جڑ ہے- اس کے بھی دو حصّے ہوتے ہیں-



پہلا حصّہ جڑ کا اور دوسرا پتّوں کا- مولی کی پتّیاں گاجر سے بہت بڑی اور کچھ کچھ گول ہوتی ہیں-
گاجر کی طرح اس کے اندر کوئی موٹی اور سخت چیز نہیں ہوتی-
مولی ترکاری اور اچار کے کام میں آتی ہے-

اِسے کچّا بھی کھاتے ہیں۔ یہ بہت ہاضم ہوتی ہے۔
یوں تو مولی بارہوں مہینے ہوتی ہے لیکن اِس کی تین خاص فصلیں ہیں۔ جیٹھی۔ برساتی اور اگھنی۔ جیٹھی کا بیج چیت میں۔ برساتی کا جیٹھ اساڑھ میں۔ اور اگھنی کا کنوار کاتک میں بویا جاتا ہے۔
جیٹھی مولی بیساکھ جیٹھ میں۔ برساتی ساون بھادوں میں اور اگھنی مولی اگھن پوس میں آتی ہے۔ اِن میں اگھنی مولی سب سے اچھی ہوتی ہے۔ یہ ملائم ہوتی ہے اور اس کا ذائقہ بھی اچھا ہوتا ہے۔ برساتی مولی نقصان کرتی ہے۔ اس لئے لوگ ساون بھادوں میں اِس کا کھانا ٹھیک نہیں سمجھتے۔
مولی بھی کئی طرح کی ہوتی ہے لیکن دیسی اور ولایتی اس کی خاص قسمیں ہیں۔ دیسی مولی لمبی اور نوکیلی ہوتی ہے اور ولایتی کم لمبی ہوتی ہے۔ اُس میں نوک بھی بہت کم ہوتی ہے۔ دیسی

مولی کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ جہاں پتے لگے رہتے ہیں وہاں یہ کچھ ہری ہوتی ہے۔ ولایتی مولیاں کئی رنگوں کی ہوتی ہیں۔ کوئی کچھ کچھ لال ہوتی ہے۔ کوئی ہری کوئی پیلی اور کوئی سُنہری۔ ہمارے صوبے میں دیسی مولی زیادہ بوئی جاتی ہے۔

مولی کے لئے کڑی اور چکنی زمین ٹھیک نہیں ہوتی۔ ایسی زمین میں اس کا پودا نہیں بڑھتا۔ اس کے لئے دومٹ اور ملائم زمین اچھی ہوتی ہے۔ ملائم زمین کی مولی بھی ملائم ہوتی ہے۔ ملائم مولی کھانے میں نرم اور ذائقہ دار ہوتی ہے۔

مشق

۱۔ مولی کس کام آتی ہے؟

۲۔ اس کی کتنی خاص فصلیں ہوتی ہیں؟

۳۔ ولایتی مولی کا رنگ کیسا ہوتا ہے؟

سبق (۴۳)

بڑھئی

کُلھاڑی بسولہ آری رندہ اوزار

ماسٹر۔ لڑکو! دیکھو یہ کیا ہے؟
سوہن۔ ماسٹر صاحب یہ تختہ سیاہ ہے۔
ماسٹر۔ کیا تُم جانتے ہو کہ یہ کس چیز کا بنا ہے اور اِسے کس نے بنایا ہے؟
رادھے۔ یہ لکڑی کا بنا ہوا ہے۔ اِسے بڑھئی نے بنایا ہے۔
ماسٹر۔ اور یہ کیواڑ چوکھٹ۔ اسٹول۔ میز اور کُرسی کس چیز کی بنی ہیں اور کس نے بنائی ہیں۔
عبداللہ۔ ماسٹر صاحب یہ بھی لکڑی کی بنی ہوئی ہیں اور اِنھیں بھی بڑھئی نے بنایا ہے۔
ماسٹر۔ اچّھا تُم سمجھ گئے ہو گے کہ جو چیزیں

لکڑی کی بنتی ہیں۔ انھیں بڑھئی بناتا ہے۔ دیکھو قلمدان۔ صندوق۔ پٹّی اور تپائی یہ سب چیزیں بڑھئی بناتا ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ بڑھئی ان چیزوں کو کیسے بناتا ہے۔ اچھا سُنو ہم تمھیں بتاتے ہیں۔ پہلے وہ بڑے بڑے پیڑوں کو کُلھاڑی سے کاٹ کر زمین پر گرا دیتا ہے۔ پھر ان کے ٹکڑے کرتا ہے۔ جب ٹکڑے سوکھ جاتے ہیں تب وہ موٹے موٹے ٹکڑوں کو آرے سے چیر کر اُن کے تختے بناتا ہے۔ پھر تختوں کو آری سے چیر کر ضرورت کے مطابق ٹکڑے کرتا ہے۔ ان ٹکڑوں کو وہ بسولہ سے پھر صاف کرتا ہے اور اُنھیں کاٹتا چھانٹتا ہے۔ لکڑی کے ٹکڑوں کو آپس میں جوڑنے کے لئے اُس کے پاس ایک اوزار ہوتا ہے جسے رُکھانی کہتے ہیں۔ اِسی رُکھانی سے کاٹ کر وہ اُنھیں جوڑتا ہے۔ جوڑنے کے پہلے وہ رندہ سے

لکڑی کو چکنا کر لیتا ہے اگر اُسے کوئی سوراخ کرنا ہوتا ہے تو وہ برما سے سوراخ کرتا ہے۔

اِس طرح اپنے اِن اوزاروں سے وہ جیسی چیز چاہتا ہے بنا لیتا ہے۔ بڑھئی کے پاس اور بھی بہت سے اوزار ہوتے ہیں۔ لکڑی پر خراد کرنے کے لئے اُس کے پاس ایک خراد ہوتی ہے۔ لکڑی کو ناپنے کے لئے اُس کے پاس ایک پیمانہ ہوتا ہے۔ جسے دو فٹا بھی کہتے ہیں۔ دو فٹا دو فیٹ لمبا ہوتا ہے۔ بڑھئی کے پاس ایک گُنیا ہوتی ہے اُس سے وہ لکڑی کی سدھائی



بڑھائی دیکھتا ہے۔ اُس کا ہتھوڑا کیل ٹھوکنے کے کام آتا ہے۔ بڑھئی کے پاس ایک کونیا بھی ہوتی ہے اُس سے وہ کسی چیز کے کونے دیکھتا ہے۔

دیکھو بڑھئی ہمارے لئے کیسی اچھی اچھی چیزیں بناتا ہے۔ اگر بڑھئی نہ ہو تو تم کو نہ قلمدان اور پٹی ہی ملے نہ مکان بن سکے اور نہ گاڑی یکّے وغیرہ تیار ہو سکیں۔

بڑھئی کا پیشہ ایک اچھا پیشہ ہے۔

مشق

۱۔ بڑھئی کیا کیا چیزیں بناتا ہے؟

۲۔ یہ کن کن اوزاروں سے کام لیتا ہے؟

۳۔ بسولہ۔ آری۔ رندہ اور دو فٹا کس کس کام آتے ہیں؟

سبق (۴۴)

بے ایمانی کی سزا

منادی ملّاح لعل

ایک بار ایک سوداگر کے روپیوں کی تھیلی کھو گئی۔ اُس کی تھیلی میں دو سو روپئے تھے۔ سوداگر

نے سب شہر میں اس کی منادی کرادی کہ جو کوئی
میری تھیلی لاکر مجھے دیگا اُسے میں تھیلی کا آدھا
روپیہ انعام دونگا۔

یہ تھیلی ایک ملّاح کو ملی۔ وہ سوداگر کی منادی
سن کر اُس کے پاس دوڑا گیا۔ اور اُس سے بولا
لالہ جی! آپ کی یہ تھیلی مجھے ملی ہے۔ آپ اپنے
وعدے کے مطابق اس کا آدھا روپیہ مجھے دیں
تو میں آپ کی تھیلی لوٹا دوں۔

سوداگر کے دل میں بے ایمانی آئی۔ اُس نے
سوچا کہ اسے بلا کچھ دئے ہی اگر تھیلی مل جائے
تو اچھا ہے۔ یہ سوچ کر اُس نے ملّاح سے کہا۔ ہاں
میں تمہیں آدھا روپیہ دونگا۔ مگر تم اُس لعل کو تو
لوٹا دو۔ جو ان روپیوں کے ساتھ تھیلی میں تھا۔
ملّاح نے کہا۔ مجھے کوئی لعل نہیں ملا۔ سوداگر نے
کہا واہ تھیلی میں ایک لعل بھی تھا۔ ملّاح نے کہا۔

اگر تم مجھے آدھا روپیہ نہیں دیتے تو میں تمھاری
تھیلی بھی نہیں لوٹاتا"۔
اِس پر سوداگر نے منصف کے یہاں فریاد کی۔
منصف نے ملّاح کو اپنی عدالت میں بلایا۔ اور
اُس سے پوچھا کہ تم سوداگر کی تھیلی اِسے واپس
کیوں نہیں دیتے۔ ملّاح نے کہا کہ حضور اس
نے یہ منادی کرائی تھی کہ جو کوئی میری تھیلی لاکر
مجھے دیگا۔ اُسے میں تھیلی کا آدھا روپیہ انعام دونگا۔
اب چونکہ یہ روپیہ دینے سے انکار کرتا ہے۔ اس لئے
میں تھیلی نہیں دیتا۔
منصف نے سوداگر سے پوچھا۔ کیا یہ سچ کہتا
ہے۔ سوداگر نے جواب دیا کہ حضور ملّاح کہتا
تو سچ ہے مگر تھیلی میں ایک لعل بھی تھا۔ اُسے
ملّاح نہیں دیتا۔ منصف نے ملّاح سے پوچھا کہ
اُس کا لعل جو تھیلی میں تھا کیوں نہیں دیتے۔

ملّاح نے کہا۔ حضور تھیلی میں کوئی لعل نہ تھا۔ سوداگر جھوٹ بولتا ہے" منصف نے سوداگر سے کئی سوال کئے۔ اُس نے اُس سے پوچھا کہ تمہارا لعل کتنا بڑا تھا۔ وہ کیسا تھا۔ اُسے تم نے کہاں سے پایا تھا اور اُس کی قیمت کتنی تھی۔ اِن سوالوں کا جواب سوداگر ٹھیک ٹھیک نہیں دے سکا۔ منصف سمجھ گیا کہ سوداگر جھوٹ بولتا ہے۔ اُس کا لعل تھیلی میں نہ تھا۔

اُس نے سوداگر سے کہا کہ تمہاری جو تھیلی کھوئی تھی اُس میں دو سو روپئے اور ایک لعل تھا۔ ملّاح نے جو تھیلی پائی ہے اُس میں صرف دو سو روپئے ہیں۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تھیلی تمہاری نہیں ہے۔ یہ کسی دوسرے کی ہے تم اپنی تھیلی کے لئے پھر منادی کراؤ۔ ملّاح سے منصف نے کہا۔ تم اس تھیلی کو اپنے پاس

چالیس دن تک رکھو اور اس کا روپیہ خرچ نہ
کرو۔ اگر چالیس دن میں کوئی اس کا دعویٰ نہ کرے
تو تم روپیہ کام میں لا سکتے ہو"۔
منصف نے سوداگر کو اس کی بے ایمانی کی
اچھی سزا دی۔

مشق

۱۔ سوداگر نے کیا بے ایمانی کی؟
۲۔ منصف نے کیا انصاف کیا؟
۳۔ اس سبق سے تم کیا نصیحت حاصل کرتے ہو؟

سبق (۴۵)

ترکاری

گوبھی   لوکی   بھنڈی   بینگن

ترکاری کھانے کی ضروری چیزوں میں سے
ایک چیز ہے۔ بغیر ترکاری کے کھانا اچھا نہیں لگتا۔

نا ہی نہیں۔ ترکاری کھانے سے بدن میں خون
ی بڑھتا ہے۔

ترکاریاں کئی طرح کی ہوتی ہیں۔ آلو۔ گوبھی۔
رکی۔ سیم۔ بھنڈی۔ کونڈھا۔ کریلا۔ اروی یا گھوئیاں
گاجر۔ مولی۔ پرور اور ننواں۔ تورئی۔ یہ سب ترکاریاں
یں۔ اِن کے علاوہ اور بھی بہت چیزوں کی
رکاری پکتی ہے۔

ترکاریاں کھیتوں میں پیدا ہوتی ہیں۔ بہت
ی ترکاریاں ایسی بھی ہیں جو باغوں اور گھروں
یں بھی بوئی جا سکتی ہیں۔

وکی یا تورئی کے چار چھ بیج بھی اگر ہم زمین
کھود کر بو دیں تو آسانی سے ہمیں یہ ترکاریاں
ھانے کو مل سکتی ہیں۔ لوکی اور تورئی دو طرح
ی ہوتی ہیں۔ ایک چیتی اور دوسری ماگھی۔ چیتی
کی یا تورئی کے بیج پوس میں اور ماگھی کے

جیٹھ میں بوئے جاتے ہیں۔ لوکی اور توری کی بیلیں چلتی ہیں۔ ایک ایک بیل پر بہت سے پھول لگتے ہیں۔ لوکی اور توری ہلکی ترکاریاں ہیں۔ یہ آسانی سے ہضم ہوتی ہیں۔ اِسی لئے بیماروں کو بھی اِنھیں کھلا دیتے ہیں۔ اِن کے کھانے سے بدن میں خون بڑھتا ہے۔

اِسی طرح سیم کے بیج بھی باغوں اور گھروں میں بوئے جا سکتے ہیں۔ اس کے بیج جیٹھ اور اساڑھ کے مہینوں میں بوئے جاتے ہیں۔ سیم کی بیل چلتی ہے۔ باغوں یا گھروں میں جو لوگ تھوڑے بیج بو دیتے ہیں وہ اِس کی بیلوں کو پیڑوں یا چھپّروں پر چڑھا دیتے ہیں۔

اِسی طرح بینگن۔ گاجر۔ مولی۔ ٹماٹر وغیرہ کتنی ہی ترکاریاں باغوں یا گھروں میں پیدا کی جا سکتی ہیں اِن کے لئے تھوڑی سی زمین کی ضرورت ہوتی ہے

مشق

۱۔ کچھ ترکاریوں کے نام بتلاؤ؟

۲۔ گھروں میں کون کون سی ترکاریاں بوئی جاسکتی ہیں؟

۳۔ ہم ترکاریاں کیوں کھاتے ہیں؟

سبق (۴۶)

سیار اور شیر کی کہانی

ماند   ہمّت   موج   بن کوکڑی

ایک جنگل میں ایک سیار رہتا تھا۔ اُس کے ساتھ اُس کی سیارنی اور اُس کے بچّے بھی رہتے تھے۔ جب برسات کا موسم آیا تب سیار گھر کی تلاش میں نکلا۔ اُسے شیر کی ماند ملی۔ شیر اُس وقت کہیں باہر گیا ہوا تھا۔ سیار اپنی سیارنی اور اپنے بچّوں کے ساتھ اُسی ماند میں رہنے لگا۔

کچھ دنوں بعد شیر اپنی ماند کو واپس آیا۔ اُس

کو آتا دیکھ کر سیار بہت گھبرایا اور سیارنی سے بولا دیکھو شیر آرہا ہے وہ ہمیں کھا جائیگا۔ چلو کہیں بھاگ چلیں۔

سیارنی نے کہا۔ تُم کہا کرتے ہو کہ جو لوگ ہمّت رکھتے ہیں اُن کی مدد خُدا کرتا ہے۔ اب گھبرانے کی کیا بات ہے ہمّت سے کام لو۔ سیار نے کہا۔ اچھا اُسے آنے دو۔ جب شیر ماند کے پاس آیا تب سیار نے سیارنی سے کہا۔ اے ری بن کوکڑی سیارنی نے کہا۔ کہئے ساری دنیا کے دشمن۔

شیر ان دونوں کی باتیں سُن کر کچھ ڈرا اور اپنے دل میں سوچنے لگا کہ جب یہ ساری دنیا کا دشمن ہے تب مجھے کیوں چھوڑیگا۔ یہ سوچ کر وہ وہاں سے چل دیا۔

پاس ہی ایک پیڑ پر ایک بندر بیٹھا تھا۔ وہ یہ سب حال دیکھ رہا تھا۔ اُس نے شیر سے کہا۔

واہ آپ تو ناحق ڈر کر چلے آئے۔ ماند میں تو سیار
اور سیارنی رہتے ہیں۔ آپ اُن کی دھمکی میں آ گئے"۔
شیر بندر کی باتیں سُن کر پھر ماند کی طرف لوٹا۔
شیر کو آتے دیکھ کر سیارنی نے سیار سے کہا۔ لو
وہ پھر آ رہا ہے۔ اُسے پھر بھگانا چاہیئے۔ سیار نے
کہا۔ اچھا۔ جب شیر ماند کے پاس آیا تب سیار پھر
بولا۔ تمھارے بچے کیوں رو رہے ہیں؟ سیارنی نے
جواب دیا۔ وہ کھانے کو شیر مانگ رہے ہیں۔
شیر ہے نہیں، نہیں تو کھلا دیتی۔ شیر نے اپنے جی
میں کہا کہ جب اِن کے بچے شیر کھاتے ہیں تب
بھلا یہ لوگ مجھے کب چھوڑیں گے۔ ابھی مار کر
کھا جاوینگے۔ یہ سوچ کر وہ پھر بھاگا۔ اُسے بھاگتے
دیکھ کر بندر نے کہا واہ آپ تو پھر ڈر گئے۔ میں
آپ کو پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ ماند میں سیار سیارنی
رہتے ہیں۔ ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔

شیر نے بندر سے کہا۔ اچھا تم میرے ساتھ
چلو تم مجھے اپنی دُم سے باندھ لو۔ جس سے اگر وہ
لوگ مجھے مارنے کو دوڑیں تو تم پیڑ پر چڑھ جاؤ
اور میں بھی تمھارے ساتھ پیڑ پر پہنچ جاؤں اور
اپنی جان بچالوں۔
بندر نے کہا۔ بہت اچھا۔ یہ کہہ کر اُس نے شیر
کو اپنی دُم سے باندھ لیا۔ اور دونوں ہنستے ہوئے
ماند کی طرف چلے۔ اِنھیں ماند کی طرف آتے دیکھ کر
سیار نے سیارنی سے کہا۔ یہ سب شرارت بندر
کر رہا ہے۔ اِس بدمعاش کو بھی مزہ چکھانا چاہیئے۔
جب بندر اور شیر ماند کے پاس پہنچے تب سیار
نے پھر اپنی سیارنی سے کہا۔ کیا بچّوں کو ابھی تک
کھانا نہیں ملا؟ سیارنی نے جواب دیا۔ میں نے
بندر کو دو شیر پکڑ لانے کو بھیجا تھا۔ دیکھو وہ ایک
ہی لا رہا ہے۔ اِس سے بچّوں کا پیٹ بھی نہ بھریگا

سیارنی کی باتیں سُن کر شیر نے اپنے دل میں
کہا کہ یہ بندر تو انھیں کا نوکر معلوم ہوتا ہے۔ یہ
مجھے دھوکا دے رہا ہے۔ یہ سوچ کر وہ وہاں
سے زوروں سے بھاگا۔ بندر اُس کے ساتھ زمین پر
گھسٹتا گیا۔ گھسٹتے گھسٹتے اُس کا سارا بدن چھِل گیا
اور وہ مر گیا۔ شیر ایک دوسرے جنگل میں جا کر
رہنے لگا۔

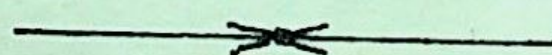
سیار اور سیارنی بھی اب اس ماند میں
موج سے رہنے لگے۔

مشق

۱۔ سیار نے اپنے بچنے کی کیا تدبیر کی ؟

۲۔ شیر کیوں ڈر گیا ؟

۳۔ اس سبق سے تُم کیا سیکھتے ہو ؟



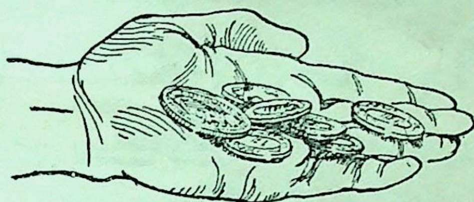
سبق (۴۷)

سکّے

سکّہ پنچم نکل ٹکسال

منشی۔ لڑکو! دیکھو میرے ہاتھ میں کیا ہے؟

موہن۔ منشی جی ۔ یہ پیسہ ہے۔



منشی۔ ہاں پیسہ تو تم ضرور پہچانتے ہو۔ اب ان چیزوں میں دیکھو کہ تم کن کو پہچانتے ہو۔

رامو۔ منشی جی یہ اکنّی ہے۔

لطیف۔ اکنّی کے آگے دوانّی اور چونّی رکھی ہیں

رمیش ۔ اور پھر چونّی کے آگے روپیہ رکھّا ہے۔

منشی۔ نہیں چونّی کے آگے جو چیز رکھی ہے وہ
اٹھنّی ہے روپیہ نہیں ہے۔ اٹھنّی آدھا
روپیہ ہوتی ہے۔ اُس کے آگے کیا ہے؟

رمیش۔ اُس کے آگے روپیہ رکھا ہے؟

منشی۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ اکنّی کتنے پیسے
کی ہوتی ہے؟

سالک۔ اکنّی چار پیسے کی ہوتی ہے۔

منشی۔ اور دونّی۔ چونّی اور اٹھنّی کتنے کتنے پیسوں
کی ہوتی ہیں۔

سالک۔ دونّی آٹھ پیسے کی۔ چونّی سولہ پیسے کی۔
اور اٹھنّی بتّیس پیسے کی ہوتی ہے۔

منشی۔ ٹھیک ہے۔ روپیہ کتنے پیسوں کا ہوتا ہے؟

سالک۔ چونسٹھ پیسوں کا۔

منشی۔ اچھا کیا کوئی یہ بھی جانتا ہے کہ یہ سکّے
کس چیز کے ہوتے ہیں؟

رامو۔ منشی جی ۔ یہ پیتل کے ہوتے ہیں ۔
منشی۔ نہیں ۔ سبھی سکّے پیتل کے نہیں ہوتے۔
صرف پیسہ پیتل یا تانبے کا ہوتا ہے ۔ اِکنّی
دونّی ۔ اور چونّی چاندی یا نکل کی ہوتی ہیں۔ اٹھنّی
اور روپیہ چاندی کے ہوتے ہیں ۔
منشی۔ کیا تم یہ بھی جانتے ہو کہ اِن کے سوا
اور بھی سکّے ہوتے ہیں ۔
سالک ۔ اور تو کوئی سکّہ نہیں ہوتا۔
منشی۔ نہیں اور بھی ایک سکّہ ہوتا ہے۔ ایک
چھوٹا سا پیتل یا تانبے کا سکّہ اور ہے
جسے پائی کہتے ہیں۔ ایک پیسہ کی تین
پائی ہوتی ہیں ۔
منشی۔ ہاں یہ تو بتلاؤ کہ اِن سکوں پر کس کی
تصویریں ہیں ۔
سالک ۔ یہ کسی آدمی کی تصویر ہے

منشی- ہاں - یہ ہمارے بادشاہ جارج پنجم کی تصویر ہے - سکّوں پر دوسری طرف تم جو لکھا دیکھتے ہو وہ سکّوں کا دام اور سنہ ہے - یاد رکھو کہ جہاں یہ سکّے بنائے جاتے ہیں اُسے ٹکسال کہتے ہیں -

مشق

۱- سکّوں کے نام بتلاؤ؟

۲- اٹھنّی کتنے پیسوں کی ہوتی ہے؟

۳- سکّے کہاں بنتے ہیں؟

۴- سکّے کس دھات کے بنتے ہیں؟

سبق (۴۸)

شہنشاہ جارج پنجم

شاہنشاہ کپتان جہاز پنجم

لڑکو! تم یہ نہ جانتے ہوگے کہ ہمارے بادشاہ

کون ہیں اور کیسے ہیں ؟ آؤ ہم تمھیں اُن کے بارے میں کچھ حال بتلائیں -



نئے روپیوں اور پیسوں پر تم جو تصویر دیکھتے ہو وہ جارج پنجم کی ہے - وہی جارج پنجم ہمارے بادشاہ ہیں - وہ نہایت رحمدل ہیں اور اپنی رعایا کو بہت چاہتے ہیں -

تُم یہ سُن کر تعجب کروگے کہ شاہنشاہ جارج پنجم نے بھی اپنے لڑکپن میں بڑی محنت کے کام کئے ہیں۔ اُنھوں نے جہاز پر چھوٹے چھوٹے کاموں سے لیکر کپتان تک کا کام کیا ہے۔ جہاز میں کوئلہ جھونکنے کے کام کو بھی اُنھوں نے بُرا نہیں سمجھا۔ بات یہ ہے کہ انگریز لوگ چاہے وہ کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں کسی کام کو بُرا نہیں سمجھتے۔ اپنے اِسی وصف کی وجہ سے وہ ترقی کر رہے ہیں۔

جارج پنجم کے لڑکپن کے دو سچّے قصّے مشہور ہیں۔ جب وہ ایک جہاز پر کپتانی کا کام کرتے تھے تب ایک بار اِن کے باپ شاہنشاہ ایڈورڈ نے انھیں گھوڑ دوڑ دیکھنے کے لئے بُلایا۔ اُن دنوں سمندر میں ایک نقلی جہازی لڑائی ہو رہی تھی۔ شاہزادہ جارج پنجم بھی اُس نقلی

لڑائی میں شامل تھے۔ شاہنشاہ ایڈورڈ کے
تار کو لاکر جنرل نے اُنھیں سنایا۔ شاہزادہ نے
کہا اگر میں گھوڑ دوڑ دیکھنے جاؤں گا تو میرے
جہاز کا کپتان کون ہوگا؟ میں کھیل تماشا دیکھنا
نہیں چاہتا۔ میں اپنا فرض ادا کرنا چاہتا ہوں۔
اِس قصّے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بادشاہ
کو اپنا فرض ادا کرنے کا کتنا خیال ہے۔ ایک
قصّہ اور ہے جس سے اُن کے رحم کا پتہ لگتا ہے۔
ایک بار جب شاہزادہ جارج تھرس نام کے
ایک جہاز پر کپتان تھے۔ تب ایک دوسرے جہاز
پر ایک بد معاش سپاہی کام کرتا تھا۔ وہ اپنی
شرارت کی وجہ سے اُس جہاز پر سزا بھی بھگت
چکا تھا۔ شاہزادہ نے اُسے اپنے جہاز پر بُلا لیا۔
جب وہ اُن کے پاس آیا تب اُنھوں نے
اُس سے کہا۔ میں نے تمھاری نوکری کی کتاب

دیکھی ہے۔ وہ تم کو دیگئی۔ سزاؤں سے بالکل سیاہ ہوگئی ہے۔ اب تم میرے جہاز پر آگئے ہو۔ دیکھو کوئی ایسا کام نہ کرنا جس سے تمھیں پھر سزا ملے۔ تم اپنے چال چلن کو سُدھار لو۔

شاہزادہ کے مُنہ سے ایسی ہمدردی کی باتیں سُن کر سپاہی شرمندہ ہوا۔ اور اُس نے اپنی گردن نیچی کرکے وعدہ کیا کہ آئندہ وہ کوئی قصور نہ کرے گا۔

سپاہی کے اس وعدے پر شاہزادے نے اُس کی سزاؤں کے ورق اُس کی نوکری کی کتاب سے پھاڑ کر پھینک دیئے اور کہا کہ اب تمھاری کتاب خالی ہے۔

اُس دن سے سپاہی نے ساری شرارت چھوڑ دی اور پھر کبھی کوئی قصور نہیں کیا۔



مشق

۱۔ جارج پنجم کون ہیں ؟
۲۔ اِن کے بارے میں تُم کیا جانتے ہو ؟
۳۔ انھوں نے سپاہی کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا ؟

سبق (۴۹)

ایکھ اور گنّا

سرکہ شکر ، چینی گنڈیری کھنڈسال



ایکھ اور گنّا ایک ہی ذات کے پودے ہیں۔ اِن دونوں میں میٹھا رَس ہوتا ہے۔

ایکھ کے رَس سے گُڑ شکر ، چینی اور راب بنتا ہے۔ اس کا رَس پیا بھی جاتا ہے۔ لوگ اِس سے کھیر بھی بناتے

ہیں۔ اِس کے رَس سے ایک طرح کی کھٹّی چیز بھی
بنائی جاتی ہے جسے سرکہ کہتے ہیں۔ سرکہ پیٹ کی
بیماریوں کو فائدہ کرتا ہے اور بھوک بڑھاتا ہے۔

گنّے کے رَس سے بڑھیا چینی بنتی ہے۔
لوگ بڑے شوق سے گنّے کو چوستے ہیں۔ اِس
کی گنڈیریاں بھی پھل کے طور پر کھاتے ہیں۔

یہ خیال میں رکھنے کی بات ہے کہ ایکھ اور
گنّا ایک ذات کے پودے ہوتے ہوئے بھی ایک
سے نہیں ہوتے۔ ایکھ پتلی ہوتی ہے۔ اس کا
رنگ کچھ کچھ لال اور سفید ہوتا ہے۔ گنّا موٹا
اور کچھ ہلکے ہرے رنگ کا ہوتا ہے۔ یہ لال
رنگ کا بھی ہوتا ہے۔ وہ زیادہ تر چوسنے
کے کام آتا ہے۔

ایکھ یا گنّے کے پودے چھ فیٹ سے لیکر
بارہ فیٹ تک لمبے ہوتے ہیں۔ اِن پودوں میں

بیچ بیچ میں کئی گانٹھیں ہوتی ہیں - پودوں کے
اوپر پتیاں ہوتی ہیں - پودوں کی جڑیں زمین
میں بہت گہرائی تک نہیں جاتیں - ان میں نہ
تو پھول ہی لگتے ہیں اور نہ پھل ہی - پودوں
سے رس نکالا جاتا ہے -

اکھ یا گنا پھاگن چیت میں بویا جاتا ہے -
کنوار کاتک میں اس کی کھیتی پک جاتی ہے -
کچے پودے میں رس تو ہوتا ہے لیکن اس میں
مٹھاس نہیں ہوتی - اس لئے جب پودے پکنے
لگتے ہیں تب انہیں کاٹتے ہیں - اکھ یا گنے کے
کھیت ایک ساتھ نہیں کاٹے جاتے - یہ دھیرے
دھیرے کاٹے جاتے ہیں -

اکھ یا گنے کا بیج الگ نہیں ہوتا - جب
ان کو بونا ہوتا ہے تب ان کے ٹکڑے کر کے
زمین میں گاڑ دیتے ہیں - کچھ دنوں کے بعد

اُن کی گانٹھوں سے کلّے پھوٹتے ہیں اور پودے اُگ آتے ہیں۔ ایکھ یا گنّے کے لئے دومٹ زمین اچھی ہوتی ہے۔ اس کی کھیتی کے لئے زمین کو خوب تیار کرنا چاہیئے۔

ایکھ جب پک جاتی ہے تب اُسے کاٹ کر کولھو میں پیرتے ہیں۔ پیرنے سے ایکھ کا رس نکل آتا ہے پھر اُس رس کو بڑے بڑے کڑھاؤ میں پکاکر اُس سے گُڑ، شکر، کھانڈ وغیرہ جو چیز بنانی ہوتی ہے بناتے ہیں۔ کھنڈسال میں گڑ کا شیرہ نکال کر اُس سے کھانڈ یا چینی بنائی جاتی ہے۔

اب چینی بنانے کے لئے بہت سے کارخانے کھل گئے ہیں۔ اِن کارخانوں میں مشین سے کام ہوتا ہے۔

تم جو مٹھائی کھاتے ہو وہ چینی یا کھانڈ

ہی سے بنائی جاتی ہے۔ مصری بھی چینی یا
کھانڈ ہی سے بنتی ہے۔
تُم سمجھ گئے ہوگے کہ ایکھ اور گنّا ہمارے
لئے کتنی اچھی چیزیں ہیں۔ اگر یہ نہ ہوں تو
ہمیں کھانے کو چینی اور مٹھائی کچھ نہ ملے۔

مشق

۱۔ ایکھ اور گنّا کس کس کام آتے ہیں؟
۲۔ ایکھ اور گنّے کے پودوں میں کیا فرق ہے؟
۳۔ گُڑ اور شکر کیسے بناتے ہیں؟

سبق (۵۰)

ایک خادم ملک

سمندر باندھ کارخانہ سوراخ خادم ملک

ہالینڈ نام کا ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ یہ
ملک سمندر کے کنارے پر بسا ہوا ہے۔ کہیں

کہیں اس ملک کی زمین سمندر سے نیچی ہے۔ سمندر کا پانی ملک میں نہ آ جائے اس لئے اُسے روکنے کے لئے کوسوں تک لکڑی کے تختوں کا باندھ باندھ دیا گیا ہے۔

بہت دن ہوئے اِسی مُلک کے نو برس کے ایک لڑکے نے بڑی بہادری کا کام کیا تھا۔ آؤ اُس کا قصّہ تمھیں سُنائیں۔

اُس لڑکے کا باپ ایک کارخانے میں کام کرتا تھا۔ ایک دن وہ لڑکا اپنے گھر سے اپنے باپ کے پاس جا رہا تھا۔ راستے میں باندھ کے پاس سے جاتے ہوئے اُس نے دیکھا کہ باندھ کا ایک تختہ ایک جگہ پر سڑ گیا ہے اور اُس میں ایک چھوٹا سا سوراخ ہوگیا ہے۔ اُس سوراخ سے دھیرے دھیرے پانی نکل رہا ہے۔

لڑکے نے پانی کو نکلتے ہوئے دیکھ کر
اپنے دل میں سوچا کہ اگر پانی اسی طرح نکلتا
رہا تو سوراخ بڑا ہو جائیگا۔ پھر کہیں ایسا نہ ہو
کہ زیادہ پانی آنے سے باندھ ٹوٹ جائے
اور ہمارا ملک ہی ڈوب جائے۔
یہ سوچ کر اُس بہادر لڑکے نے اپنی ہتھیلی
اُس سوراخ پر لگا دی اور پانی کو روک دیا۔
بہت دیر تک وہ لڑکا پانی کو اِسی طرح روکے
کھڑا رہا۔ لیکن کوئی اُدھر سے نہ نکلا۔
اِس کے بعد رات ہوگئی۔ سردی پڑنے
لگی۔ لڑکے کے پاس اوڑھنے کو کوئی کپڑا
بھی نہ تھا۔ اُسے جاڑا ستا رہا تھا لیکن
اُس نے اپنے ملک کی حفاظت کے لئے
اپنی تکلیف کی کچھ پروا نہیں کی۔ وہ بہادر
کی طرح وہیں اڑا رہا۔

رات اِسی طرح ختم ہوئی۔ سویرے ایک آدمی اُدھر سے نکلا۔ اُس نے دیکھا کہ لڑکا کانپ رہا ہے اور اپنا ہاتھ تختے پر لگائے کھڑا ہے۔ اُس نے اُس سے پوچھا کیوں کھڑے ہو۔ لڑکے نے سب حال اُس آدمی کو بتایا۔

یہ آدمی ہالینڈ کا ایک افسر تھا۔ لڑکے کی مُلکی محبت اور بہادری دیکھ کر وہ بڑا خوش ہوا۔ اور کہنے لگا کہ اگر تم نے پانی نہ روکا ہوتا تو مُلک کا بہت بڑا حصّہ ڈوب جاتا۔ تُم مُلک کے سچے خیر خواہ ہو۔

افسر نے اُسی وقت بڑھئی کو بلا کر اُس سوراخ کو بند کرا دیا اور پھر اُس لڑکے کو لیکر وہ اُس کے باپ کے پاس گیا۔

اُس کے باپ کے پاس پہنچکر اُس نے اُس

لڑکے کی بڑی تعریف کی۔ دوسرے دن یہ خبر سارے ملک میں پھیل گئی اور چاروں طرف اُس لڑکے کی ملکی محبّت کی بڑائی ہونے لگی۔ اخباروں نے لڑکے کی تصویر چھاپی۔

لڑکو! تمھیں بھی اِسی طرح اپنے ملک کی محبّت رکھنی چاہیئے۔

مشق

۱۔ باپ کے پاس جاتے ہوئے لڑکے نے راستے میں کیا دیکھا؟

۲۔ لڑکے نے پانی روکنے کے لئے کیا کیا؟

تمھیں اس سبق سے کیا نصیحت ملتی ہے؟

نظامی پریس الہ آباد میں باہتمام رمضان علی شاہ چھپا

